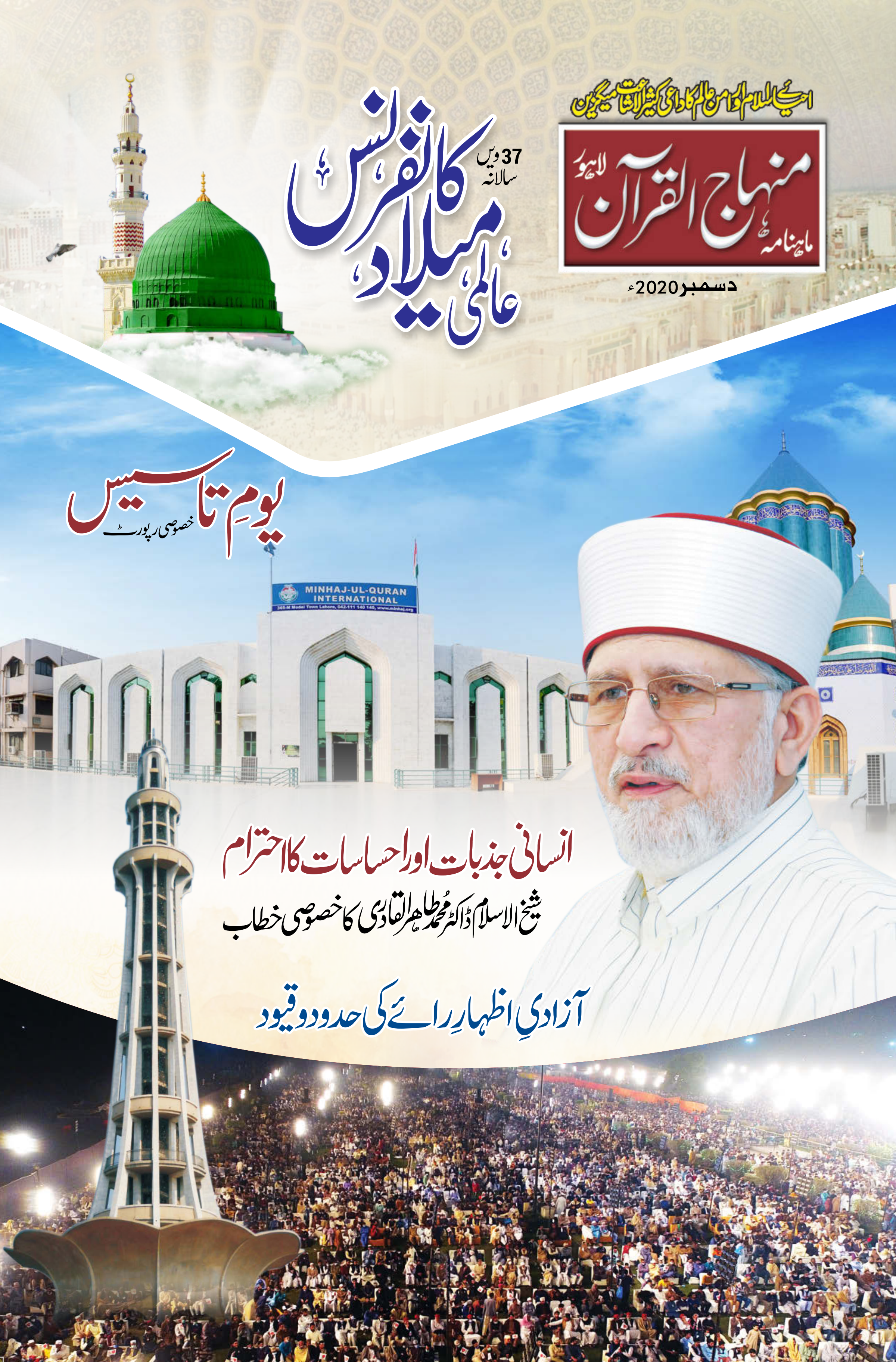

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین
ماہنامہ
منہاج القرآن
لاہور
دسمبر 2020ء
37 ویں سالانہ
عالمی میلاد کانفرنس
یوم تاسیس
خصوصی رپورٹ
MINHAJ-UL-QURAN INTERNATIONAL
انسانی جذبات اور احساسات کا احترام
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی خطاب
آزادیِ اظہارِ رائے کی حدود وقیود

تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام 37 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس 2020ء

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد: 34 شمارہ: 11 ربیع الثانی / جمادی الاول ۱۴۴۲ھ دسمبر 2020ء

حسن ترتیب

اداریہ: بسمہ امجد کا چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کے نام کھلا خط	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: انسانی جذبات اور احساسات کا احترام	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
دورۂ علوم الحدیث (نشست: سوم، حصہ: اول)	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	11
الفقہ: اولیاء اللہ، ولی اور ولایت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	16
آزادیِ اظہارِ رائے کا حق انسانی وقار کے تحفظ سے مشروط ہے	محمد فاروق رانا	20
تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام 37ویں عالمی میلاد کانفرنس	رپورٹ: محبوب حسین	27
تحریک منہاج القرآن کا 40واں یومِ تاسیس	رپورٹ: عبدالحفیظ چودھری	33
موضوعاتی اشاریہ ماہنامہ منہاج القرآن 2020ء		37

چیف ایڈیٹر: نور اللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈا پور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم | گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری | عکاسی: قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/ رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے | سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور Ext:128 UAN:042-111-140-140

حمد باری تعالیٰ

دوسرا کون ہے، جہاں تو ہے
کون جانے تجھے، کہاں تو ہے

لاکھ پردوں میں، تو ہے بے پردہ
سو نشانوں میں بے نشان تو ہے

تو ہے خلوت میں، تو ہے جلوت میں
کہیں پنہاں، کہیں عیاں تو ہے

نہیں تیرے سوا یہاں کوئی
میزباں تو ہے، مہماں تو ہے

نہ مکاں میں نہ لامکاں میں کچھ
جلوہ فرما یہاں وہاں تو ہے

رنگ تیرا چمن میں، بو تیری
خوب دیکھا تو، باغباں تو ہے

محرم راز تو بہت ہیں امیرؔ
جس کو کہتے ہیں رازداں، تو ہے

(امیر مینائی)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

ہے باعثِ نجات محبت حضور ﷺ سے
لے جائے گی بہشت میں، اُلفت حضور ﷺ سے

بڑھ کر طلب سے بھی وہ گدا پا گیا مراد
جس نے بیاں کی اپنی ضرورت حضور ﷺ سے

دنیا و عقبیٰ کے ہیں اَسرار اس پہ فاش
پائے جو دل میں اپنے بصیرت حضور ﷺ سے

وہ جانتے ہیں غیب کے احوال سب، نہیں
پوشیدہ میری خلوت و جلوت حضور ﷺ سے

اس میں نہیں کلام کسی فرد کو، کہ ہے
انسانیت کی عزت و عظمت حضور ﷺ سے

کاسہ بدست آپ ﷺ کے دَر پر ہیں ہم فقیر
مل جائے بھیک میں ہمیں رحمت حضور ﷺ سے

دہلیزِ مصطفیٰ ﷺ پہ جبیں جس نے کی ہے خم
پائے گا دو جہاں میں وہ رفعت حضور ﷺ سے

اس نے ہماری زیست کو آسان کردیا
نیّرؔ ملی جو خوئے مودّت حضور ﷺ سے

(ضیاء نیّرؔ)

اداریہ

بسمہ امجد کا چیف جسٹس سپریم کورٹ آف پاکستان کے نام کھلا خط

سانحہ ماڈل ٹاؤن پاکستان کی تاریخ کا ایک ایسا سیاہ باب ہے کہ جب تک مظلوموں کو مکمل انصاف نہیں مل جاتا اور ظالم کیفر کردار کو نہیں پہنچ جاتے، یہ سانحہ اس نظام اور اس کے محافظوں کے لئے ایک داغ بنا رہے گا۔ 17 جون 2014ء کے دن ریاست کے ادارے پولیس نے نواز شریف اور شہباز شریف کے حکم پر جس طرح ظلم و بربریت کا بازار گرم کیا اور نہتے شہریوں کو خون میں نہلایا، اگر اس طرح کا واقعہ کسی مغربی ملک میں ہوا ہوتا تو وہاں کے عوام انصاف کی عدم فراہمی کی صورت میں پورے نظام اور اس کے محافظوں کو اٹھا کر سمندر میں غرق کر دیتے۔ بسمہ امجد، تنزیلہ امجد شہید کی بیٹی ہیں، وہ متعدد بار حصولِ انصاف کے لئے پاکستان کی سب سے بڑی عدالت کے سب سے بڑے جج سے متعدد بار ملاقات کر چکی ہیں۔ ان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ سانحہ کی ازسرنو غیر جانبدار تفتیش کی جائے کیونکہ 6 سال گزر جانے کے بعد بھی کسی نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے منصوبہ سازوں کو سزا دینا تو درکنار ان سے اس قتل عام کے بارے میں سوال تک نہیں کیا؟ بسمہ امجد نے چیف جسٹس آف پاکستان کو ایک کھلا خط لکھا ہے جس کا متن یہاں من و عن نقل کیا جا رہا ہے:

”میں بسمہ امجد سانحہ ماڈل ٹاؤن کی شہیدہ تنزیلہ امجد کی بیٹی ہوں۔ میں آج ایک بار پھر سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کے حوالے سے آپ سے دست بستہ اپیل کر رہی ہوں کہ مجھے انصاف دیا جائے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا کیس 6 سال قبل جس جگہ تھا، آج بھی وہیں کھڑا ہے۔ میں دکھی دل کے ساتھ عرض کر رہی ہوں کہ فوری فیصلوں اور انصاف کی فراہمی کے حوالے سے سپریم کورٹ کی طرف سے فوری انصاف اور مختلف پٹیشنز پر فیصلوں کے حوالے سے جو ہدایات جاری کی گئی ہیں، میں ان پر عملدرآمد کی منتظر ہوں۔

جناب چیف جسٹس صاحب! آپ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت کے سب سے بڑے منصف ہیں۔ اللہ کے بعد انصاف کے لئے میری امیدوں کا مرکز آپ ہیں۔ 17 جون 2014ء کے دن پولیس نے اس وقت کے حکمرانوں کے حکم پر سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے ماڈل ٹاؤن لاہور میں قتل عام کروایا۔ یہ قتل عام دن دہاڑے ہوا اور اس قتل عام کے دلدوز مناظر قومی میڈیا کے ذریعے پاکستان بھر کے عوام نے براہ راست دیکھے۔ اس قتل عام میں میری والدہ تنزیلہ امجد اور میری پھوپھی شازیہ مرتضیٰ و دیگران کو بھی ناحق، بلاجواز اور بلااشتعال بہیمانہ اور سفاکانہ طریقے سے قتل کر دیا گیا۔

عزت مآب چیف جسٹس صاحب! سانحہ ماڈل ٹاؤن میں بنیادی انسانی حقوق، چادر اور چار دیواری کے تقدس، مروجہ انسانی، اسلامی اور اخلاقی اقدار کو جس بری طرح پامال کیا گیا اس کی کوئی مثال کسی اور سانحہ میں نہیں ملتی۔ 17 جون 2014ء کے دن پولیس والوں کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا، وہ کسی بوڑھے کو چھوڑ رہے تھے نہ کسی جوان کو، نہ بچوں کو معاف کر رہے تھے نہ خواتین کو، پولیس والے معصوم شہریوں کو نشانے تاک تاک کر اس طرح سیدھی گولیاں مار رہے تھے جیسے پرندوں کا شکار کھیل رہے ہوں۔

جناب چیف جسٹس صاحب! شہدائے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ورثاء 6 سال سے غیر جانبدار تفتیش کا حق مانگ رہے ہیں۔ جناب چیف جسٹس! آپ سے بہتر انصاف کے عمل اور اس کے قانونی مراحل کو اور کون سمجھ سکتا ہے کہ انصاف کی پہلی سیڑھی غیر جانبدار تفتیش ہے مگر سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس میں انصاف تو درکنار، آج کے دن تک مجھے غیر جانبدار تفتیش کا حق بھی نہیں ملا۔

جناب چیف جسٹس صاحب ! اپریل 2018ء میں، میں نے اپنے دیگر بہن بھائیوں کے ہمراہ لاہور رجسٹری میں اس وقت کے چیف جسٹس میاں ثاقب نثار صاحب کی گاڑی کے سامنے کھڑے ہو کر ان سے غیر جانبدار تفتیش کی صورت میں انصاف مانگا تھا۔ انہوں نے کمال شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھے اپنے دفتر بلایا، میری بات سنی اور میرے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا کہ ’’آپ تعلیم حاصل کرنے کے حوالے سے اپنی ماں کا خواب پورا کریں، آپ کو انصاف ہم دیں گے‘‘

جناب چیف جسٹس صاحب ! والدہ کی شہادت کے بعد ہم نے ہر رات کانٹوں کے بستر پر گزاری، منصف اعلیٰ کی اس تسلی اور دستِ شفقت کے بعد شاید وہ پہلی رات تھی، جب میں یہ سوچ کر چین کی نیند سوئی کہ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت کے سب سے بڑے منصف نے مجھے انصاف دینے کی یقین دہانی کروائی ہے اور اب انصاف ضرور ہوگا۔

جناب چیف جسٹس صاحب ! 5 دسمبر 2018ء کے دن چیف جسٹس آف پاکستان کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے پانچ رکنی بنچ کے روبرو سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس کی ازسرِنو تفتیش کیلئے نئی جے آئی ٹی بنانے کا فیصلہ ہوا۔ 3 جنوری 2019ء کے دن پنجاب حکومت نے اے ڈی خواجہ کی سربراہی میں جے آئی ٹی کا نوٹیفکیشن جاری کیا۔ نئی جے آئی ٹی نے 14 جنوری 2019ء تا 20 مارچ 2019ء کام کیا اور ملزمان اور مدعی پارٹی کے کم و بیش تمام گواہان اور ملزمان کے بیانات قلمبند کئے۔ جے آئی ٹی اپنی رپورٹ مرتب کرنے کے آخری مرحلہ میں تھی کہ لاہور ہائیکورٹ لاہور کی طرف سے ایک ملزم کی درخواست پر 22 مارچ 2019ء کے دن جے آئی ٹی کے خلاف حکمِ امتناعی جاری کر دیا گیا اور جے آئی ٹی کو کام کرنے سے روک دیا گیا۔

جناب چیف جسٹس صاحب! اس حکمِ امتناعی کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں درخواست دائر کی۔ سپریم کورٹ میں آپ کی سربراہی میں تین رکنی بنچ نے مورخہ 13 فروری 2020ء کو لاہور ہائیکورٹ لاہور کو ہدایت کی کہ بنچ بنا کر تین ماہ میں ترجیحاً کیس کا فیصلہ کیا جائے۔

جناب چیف جسٹس صاحب! آج 9 ماہ گزرنے کو ہیں، اس پر تا حال کوئی فیصلہ نہیں ہوسکا۔ میں نے پہلے بھی عرض کی کہ غیر جانبدار تفتیش انصاف کی پہلی سیڑھی ہے، اس سے قبل سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس میں دو جے آئی ٹیز بنی تھیں، ان دونوں جے آئی ٹیز نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے زخمیوں اور چشم دید گواہان کے بیانات تک قلمبند نہیں کئے تھے اور یکطرفہ چالان انسدادِ دہشتگردی عدالت لاہور میں پیش کیا گیا تھا جو غیر جانبدار تفتیش اور ٹرائل کے آئینی و قانونی حق کی نفی ہے۔ ویسے بھی یکطرفہ تفتیش جس میں ملزمان اس وقت کے وزیراعظم، وزیراعلیٰ پنجاب، وزیر قانون پنجاب، آئی جی پنجاب اور دیگر حکومتی اعلیٰ عہدوں پر تعینات شخصیات ہوں تو کیا سائلہ، دیگر ورثاءِ شہداء اور مضروبان کو انصاف دلایا جا سکتا ہے؟ کیا ایسی تفتیش کی بنیاد پر عدالت صحیح اور درست فیصلہ پر پہنچ سکتی ہے؟

جناب چیف جسٹس صاحب! میری آپ سے دست بستہ التجا ہے کہ مجھے غیر جانبدار تفتیش سمیت انصاف دیا جائے۔ مہذب اور قانون پسند معاشروں میں عدالتیں طاقتور کے مقابلے میں کمزوروں کو ان کا حق اور انصاف دلواتی ہیں۔ اگر عدالت کا یہ شفیق، ہمدردانہ اور فیصلہ کن کردار نہ ہو تو طاقتور کمزوروں سے جینے کا بھی حق چھین لیں اور انسانی معاشرے جنگلوں سے بھی بدتر منظر پیش کرنے لگ جائیں۔ انصاف کے لئے اللہ کے بعد میری آخری امید آپ ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ کسی ادارے کے سربراہ کی کمٹمنٹ پورے ادارے کی کمٹمنٹ ہوتی ہے، میرے ساتھ انصاف کی فراہمی کی متعدد بار جو کمٹمنٹ کی گئی، میں اس پر عملدرآمد کی منتظر ہوں۔‘‘

(چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی)

انسانی جذبات اور احساسات کا احترام

حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا منفرد پہلو

جبر، مصلحت اور مفاد کی وجہ سے کسی سے حسنِ سلوک سے پیش آنا اخلاق نہیں ہے

افسوس دین کے نمائندے کہلوانے والوں کا دامن بھی بنیادی اخلاقی اقدار سے خالی ہے

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین۔ معاون: محبوب حسین

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. (التوبہ، ۹:۱۲۸)

’’بے شک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (ﷺ) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لیے نہایت (ہی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں‘‘۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کے بے شمار پہلو ہیں جن کا احاطہ انسان کی زبان اور اس کا فکر و فہم نہیں کرسکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی زندگی میں ہر شخص خواہ وہ اچھا ہو یا برا، اپنا ہو یا پرایا، مسلمان ہو یا غیر مسلم، نیک ہو یا بد، گناہگار ہو یا پرہیزگار، اس کے انسانی جذبات و احساسات کا خیال فرماتے۔ آپ ﷺ کے اس طرزِ عمل سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی نظر میں انسانیت کے جذبات اور احساسات کے احترام کو کس قدر اہمیت حاصل تھی۔

مذکورہ آیتِ کریمہ میں اللہ رب العزت نے اس امر کی صراحت فرمائی ہے کہ بنی نوع انسان کو جو چیز بھی مشقت میں ڈالتی ہے، انہیں پریشان کرسکتی ہے، ان کے لیے تکلیف، بوجھ یا اذیت کا باعث ہوسکتی ہے یا اسے خوف زدہ کرسکتی ہے تو وہ ہمارے رسول ﷺ کو گوارا نہیں ہے۔ یاد رکھیں! وہ شے جس سے انسان کبھی خوفزدہ ہوتا ہے، کبھی شرمندہ ہوتا ہے، کبھی پریشان ہوتا ہے، کبھی اذیت، ٹینشن اور سٹریس محسوس کرتا ہے، کبھی سُبکی اور بے عزتی محسوس کرتا ہے، یہ سب ایک احساس ہوتا ہے۔ گویا اللہ رب العزت نے واضح فرمادیا کہ جو احساس بھی تمہیں کسی اعتبار سے پریشان کرتا ہے، وہ ہر احساس میرے محبوب ﷺ پر شاق گزرتا ہے۔ میرے حبیب ﷺ برداشت نہیں کرتے کہ انسانیت کو تکلیف پہنچے یا کوئی انسان شرمندہ ہو، کسی کی عزتِ نفس مجروح ہو، کوئی خوفزدہ ہوجائے، کسی کا مَن امن و سکون سے محروم ہوجائے، کوئی بے عزتی محسوس کرے اور خود کو غیر محفوظ محسوس کرے۔ الغرض وہ ساری کیفیات جس میں طرح طرح کے جذبات و احساسات جنم لیتے ہیں، یہ تمام کیفیات میرے محبوب ﷺ پر گراں گزرتی ہیں۔ وہ ہر انسان کو پرامن و پرسکون اور عزتِ نفس کی حفاظت کے ساتھ دیکھنا چاہتے ہیں۔

اخلاق کا مفہوم

انسانی جذبات اور احساسات کا احترام کرنا اخلاقِ محمدی ﷺ کا ایک حصہ اور گوشہ ہے۔ اس تناظر میں اخلاق کا معنی و مفہوم سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یاد رہے کہ انسان کے

☆ میلاد کانفرنس اکتوبر 2020ء، باغ جناح کراچی

احوال دو طرح کے ہوتے ہیں:

۱۔احوال طبعیہ ۲۔احوال عادیہ

۱۔ وہ احوال جو انسان کے کنٹرول میں نہیں ہوتے، انسان انہیں جنم نہیں دیتا، انہیں Develope نہیں کرتا، وہ احوال اللہ رب العزت کی طرف سے اس کی جبلّت میں رکھے ہوئے ہوتے ہیں، یہ طبعی احوال کہلاتے ہیں۔ مثلاً: جب غصے اور پریشانی کی صورتحال پیدا ہوجائے تو ہیجان محسوس ہوتا ہے جبکہ اچھی اور خوشگوار بات آجائے تو انسان کے چہرے پر ایک اچھا تاثر پھیل جاتا ہے۔ پریشانی آجائے تو چہرے پر غم کے اثرات ظاہر ہوجاتے ہیں اور اگر خوف آجائے تو خوفزدگی طاری ہوجاتی ہے۔

الغرض اس طرح کے بہت سارے پہلو ایسے ہیں جو انسان کی طبیعت میں ودیعت کردیئے گئے ہیں، ایسی چیزوں کے اظہار کو اخلاق نہیں کہتے بلکہ یہ فطرت (Nature) ہے۔

۲۔ احوال عادیہ وہ ہیں جو انسان کی جبلّت میں تخلیق کے طور پر تو موجود نہیں مگر عادت کے طور پر کسی انسان نے انہیں اپنایا اور بڑھاتا چلا گیا اور اتنا بڑھایا کہ اس نے انہیں اپنی عادت، اپنی جبلّت اور خلقت بنادیا۔ انسان کا دوسروں کے ساتھ نیکی و بھلائی، عفو و درگزر، سخاوت، محبت و شفقت، صداقت و سچائی کے ساتھ پیش آنا اور اس جیسے دوسری اقدار کا تعلق اخلاق سے ہے۔

انسانی خصائل کی تخلیق کے عوامل اور اخلاق

انسان کے اندر ان تمام خوبیوں کے جنم لینے کے دو عوامل ہوسکتے ہیں:

۱۔ انسان اپنے اوپر جبر کرکے مجبوراً اچھے اخلاق کا اظہار کرے۔ مثلاً: مجبوراً سچ بولنا، مجبوراً خود کو سخی ظاہر کرنا، مجبوراً بھلائی کرنا، مجبوراً شفقت دکھانا، مجبوراً چہرے پر مسکراہٹ لانا۔ بھلائی کے یہ سارے معاملات انسان اگر اپنے اوپر جبر کرکے اہتمام و کوشش کے ساتھ اپنی زندگی میں ظاہر کرتا ہے تو اسے اخلاق نہیں کہتے۔

۲۔ اسی طرح انسان اگر کسی مفاد کی وجہ سے یا کسی خوف کی وجہ سے اخلاقی اقدار ظاہر کرتا ہے تو تب بھی یہ اخلاق نہیں ہیں۔ یعنی کسی مصلحت اور کسی غرض سے اچھے برتاؤ کا اظہار کرنا بھی اخلاق نہیں ہیں کیونکہ یہ تمام کیفیات مصنوعی ہیں، ان میں تکلّف ہے۔

گویا اگر کوئی بندہ اپنے مفاد یا کسی خوف کی وجہ سے کسی سے اچھا برتاؤ کرتا رہے لیکن جب یہ مفاد یا خوف ختم ہوجائے یا اس کی ضرورت ختم ہوجائے تو اس کی وہ ساری خوبیاں جو وہ اپنے کردار میں دکھاتا تھا، وہ بھی ختم ہوجائیں اور وہ پلٹ کر اپنی اصل پر آجائے اور جو کچھ اس کی عادات میں اصلاً تھا، وہ ظاہر ہونا شروع ہوجائے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ محض بناوٹ کے طور پر کررہا تھا۔

مثلاً: پہلے وہ شفیق نظر آتا تھا، اب غصے والا دکھائی دے گا۔۔۔ پہلے محبت کرنے والا نظر آتا تھا، اب اس میں نفرت دکھائی دے گی۔۔۔ پہلے وہ معافی دینے والا دکھائی دیتا تھا، یکلخت بڑا منتقم اور ناقابل برداشت رویہ رکھنے والا نظر آئے گا۔ پس وہ چیزیں جو اس قسم کے عارضی ماحول اور ضروریات کی وجہ سے انسان اپنے اوپر مسلط کرے اور پھر ان کا اظہار کرے، یہ بھی اخلاق نہیں ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اپنے اوپر جبراً مسلط کردہ اچھے اعمال و احوال بھی اگر اخلاق نہیں ہیں اور کسی مفاد یا خوف کے پیش نظر اچھا برتاؤ کرنا اور اچھے طریقے سے پیش آنا بھی اخلاق نہیں ہے تو پھر ہمارے اقوال و اعمال اخلاق کب بنتے ہیں؟

یاد رکھیں! نیکی، عفو و درگزر، احسان، سچائی، سخاوت، شجاعت الغرض خیر اور بھلائی کے سارے پہلو اس وقت اخلاق کہلائیں جب انسان محنت کرکے بغیر مفاد، خوف، مصلحت اور غرض کے انہیں اپنے اندر راسخ کرلے اور یہ تمام اخلاق اس کی طبیعت کا حصہ بن جائیں اور ان چیزوں کا اظہار اس سے بڑے ذوق و شوق اور آسانی و سہولت کے ساتھ، بغیر تکلف و تصنع اور اہتمام کے خود بخود ہوتا چلا جائے اور وہ اس کے برخلاف کچھ اور کر بھی نہ سکے۔ اگر حالات بدلتے رہیں، تغیرات بھی آئیں، تب بھی اس کی یہ طبیعت اور صفت نہ بدلے بلکہ قائم رہے تو اب یہ اعمال اس کے اخلاق کہلائیں گے۔

مثلاً: مشکل وقت میں بھی وہ نفرت نہ کرسکے۔۔۔ کسی کے غصہ دلانے پر بھی اشتعال میں نہ آسکے۔۔۔ اپنے پاس کم

ہو یا کچھ بھی نہ ہو تب بھی سخی رہے۔۔۔ اپنی جیب میں کچھ بھی نہ ہو مگر طبیعت میں سخاوت رہے۔۔۔ مشکل سے مشکل وقت میں بھی سچائی کا اظہار کرتا رہے۔۔۔ ہر حال میں لوگوں کے ساتھ بھلائی ہوتی رہے۔۔۔ وہ کسی سے انتقام نہ لے اور نہ کسی کو اذیت دے۔ الغرض طبیعت کا ان خطوط پر بغیر تکلف و تصنع کے استوار ہوجانا اور بندے کو ان اعمال پر دوام و استقامت نصیب ہوجانا اخلاق کہلاتا ہے۔

گویا اخلاق میں تصنع، بناوٹ اور اہتمام نہیں ہوسکتا۔ اخلاق ایسے ہے جیسے کوئی رواں چشمہ، دریا، سمندر یا آبشار ہے جو خود بخود بہتی چلی جاتی ہے۔ صاحبِ اخلاق آدمی میں اس چشمے کی طرح بغیر رکاوٹ کے اعمال و اخلاق حسنہ رواں بہتے چلے جاتے ہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اخلاق کو بندہ Manage نہیں کرتا، اپنے اوپر مسلط نہیں کرتا، کسی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اس کا اہتمام نہیں کرتا بلکہ اس کی فطرت، طبیعت، خصلت، شخصیت اندر اور باہر سے سہولت و رغبت کے ساتھ ایک ہوجاتے ہیں۔

احساسات اور جذبات کا احترام: سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کا تذکرہ قرآن مجید میں ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ص فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ج فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ ط اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ. (آل عمران،۳:۱۵۹)

’’(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ ان کے لیے نرم طبع ہیں اور اگر آپ تُندخُو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے، سو آپ ان سے درگزر فرمایا کریں اور ان کے لیے بخشش مانگا کریں اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیا کریں، بے شک اللہ توکّل والوں سے محبت کرتا ہے‘‘۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اخلاق کی مکمل تعریف بیان فرمادی ہے کہ طبیعت میں نرمی کا ہونا اخلاق ہے یعنی حضور نبی اکرم ﷺ نے کسی کو دکھانے کے لیے نرمی کو اپنے اوپر مسلط نہیں کیا، اس کا اہتمام نہیں کیا کہ لوگ مجھے رحیم کہیں، لوگ مجھے شفقت والا نبی کہیں، لوگ مجھے انسانیت کا رہبر کہیں۔نہیں، بلکہ فرمایا: آپ ﷺ سراپا رحمتِ الٰہیہ ہیں، آپ کو رحمۃ للعالمین بنادیا ہے کہ آپ ﷺ کی طبیعت نرم ہے، آپ ﷺ کی عادت و دل میں سختی نہیں، اسی وجہ سے آپ کے برتاؤ میں سختی نہیں۔ چونکہ مَن کے اندر سختی نہیں ہے، اس لیے باہر بھی سختی نظر نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ آپ ﷺ کی طرف دوڑے دوڑے چلے آتے ہیں اور جو آجاتا ہے پھر وہ آپ ﷺ سے دور نہیں بھاگتا۔

آیئے! اب اس مضمون کی مثالیں آپ ﷺ کی زندگی کے احوال مبارکہ سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

ا۔ بچوں کے احساسات کا خیال

(ا) حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لقد خدمت رسول الله ﷺ عشر سنين لا والله ما سبني سبة قط ولا قال لي اف قط، ولا قال لي لشئی فعلته لم فعلته، ولا لشئی لم افعله الا فعلته.

(مسند احمد، ۳:۱۹۷، رقم:۱۳۰۵۷)

میں نے آقا ﷺ کی پورے دس سال خدمت کی ہے، جو کام آپ ﷺ میرے ذمے لگاتے، میں وہ کام کبھی آپ ﷺ کی منشاء کے مطابق اور کبھی آپ ﷺ کی منشاء کے مطابق سرانجام نہ دے سکتا تھا کیونکہ میں ابھی چھوٹا تھا مگر پورے دس سال کے عرصہ میں آپ ﷺ نے مجھے کبھی اُف تک نہیں فرمایا اور کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا۔۔۔؟ اگر کوئی غلط کام کر بیٹھتا، پھر بھی نہیں فرماتے تھے کہ ایسا کیوں کیا۔۔۔؟ اور اگر کوئی کام نہیں کرسکتا تھا تو کبھی ایسا نہیں فرمایا تھا کہ انس فلاں کام کا تجھے کہا تھا، کیوں نہیں کیا۔۔۔؟

یہ بات سمجھنے والی ہے کہ آپ ﷺ حضرت انس ؓ کے ساتھ ایسا طرزِ عمل کیوں اختیار فرماتے۔۔۔؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ اس طرح کے سوال کرنے سے یہ بچہ گھبرا جائے گا، سہم جائے گا، ڈر جائے گا، ممکن ہے سٹریس اور ٹینشن محسوس کرے، لہذا آپ ﷺ اُس کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھتے ہوئے اُس سے نرم رویہ اختیار فرماتے۔

(۲) حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی، اس دوران اگر مجھ سے غلطی بھی ہوگئی تو

ولا عاب علی شیئا قط. (مسند احمد، ۳:۱۰۰، رقم:۱۱۹۹۳)

یعنی آپ ﷺ نے کبھی اس غلطی اور عیب کو میری طرف منسوب نہیں کیا اور یہ نہیں فرمایا کہ یہ برا کام کیوں کیا ہے۔۔۔؟ یا یہ کام برا ہے، تم نے اچھا نہیں کیا۔ یعنی میرے کام کا عیب تک نہ نکالا۔ یعنی اگر کسی چیز کو میں اچھا انجام نہیں دے سکا، نبھا نہیں سکا، کوئی خرابی کر بیٹھا تو آقا ﷺ نے کبھی اس کام کی برائی بیان نہیں کی، عیب نہیں نکالا، مجھے عار نہیں دلایا اور اس کام کے برا ہونے پر مجھے یا میرے کیے گئے کام کو برا نہیں کہا۔ یہاں تک کہ:

فلم یضر بنی ضربة. ولم یسبنی ولم یعبس فی وجهی.

کبھی چھوٹا سا طمانچہ بھی نہیں مارا۔ کبھی درشت لفظ نہیں بولا اور میں نے کبھی آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ناگواری نہیں دیکھی۔ (**المعجم الاوسط، ۶:۱۲۳، رقم:۵۹۹۱**)

یعنی آپ ﷺ کے اخلاق کا عالم یہ تھا کہ کبھی آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر فطری ناگواری بھی نہیں دیکھی گئی۔ اس ایک واقعہ سے ہی دوسروں کے جذبات اور احساسات کے احترام کے حوالے سے آپ ﷺ کے اخلاق کا پہلو واضح ہوجاتا ہے۔ نہ صرف حضرت انس بن مالک ؓ بلکہ تمام صحابہ کرامؓ کے اقوال کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں وہاں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ان ہی خیالات کا اظہار ملتا ہے کہ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ سمیت تمام انسانوں کے انسانی جذبات اور احساسات کا بے حد احترام فرماتے۔

ہمارا افسوسناک طرزِ عمل!

آپ ﷺ کی طبیعتِ مقدسہ میں خُلق عظیم اور انسانیت کے جذبات و احساسات کا احترام کرنا اس قدر بلند مرتبہ کا تھا مگر افسوس کہ ہمارے ہاں یہ سب کچھ مٹ گیا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ ہمارا معاشرہ انسانی معاشرہ ہی نہیں رہا۔ اس میں انسانی قدریں ختم ہوگئی ہیں اور ایک دوسرے کا احترام نہیں رہا۔ دوسروں کے لطیف جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا کہ ہمارے کسی قول و فعل سے کسی کا دل نہ ٹوٹ جائے، وہ اپنے اندر پریشانی خیال نہ کرے، سہم نہ جائے، خوفزدہ نہ ہوجائے، یہ تو بہت بلند تصور ہے، ہمارے ہاں تو معاشرے میں کھلم کھلا ظاہری عزت کو بھی پامال کردیا جاتا ہے۔

افسوس! ہمارے ہاں تو مذہبی و دینی طبقات بھی ایک دوسرے کو للکارتے ہیں، ایک دوسرے پر طعنہ زنی کرتے ہیں، ایک دوسرے کی تکفیر، تضحیک، تضلیل، توہین اور تحقیر کرتے ہیں۔ دوسروں کو حقیر جاننا بھی ایک الگ بات ہے، ہمارے ہاں تو نجی اور عوامی سطح پر دوسروں کو حقیر کہنے کی روش بھی عام ہے۔ ایک دوسرے کو گمراہ کہنا، فاسق و فاجر کہنا، جہنم میں دھکیلنا، نفرتیں پھیلانا اور غصے کا اظہار کرنا ہمارے رویے بن چکے ہیں۔ ان رویوں کا دور دور تک حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ دینی و مذہبی لوگ جن کی بات سن کر لوگ دین و مذہب کی رہنمائی لیتے ہیں، جن سے لوگ دین کا اسوہ اور طریقہ سیکھتے ہیں، جو دین کے نمائندہ ہیں، اگر ان کے منہ پر بھی گالی آجائے تو سوسائٹی میں دین کا کیا بچ جائے گا۔۔۔؟ دین کا نمائندہ اور پہچان کہلوانے والے لوگ جنہیں دیکھ اور سن کر لوگ دین سیکھتے ہیں، اگر ان کی زبان پر گالی آئے، وہ نفرت اور طعن و تشنیع کی زبان بولیں، ایک دوسرے کو للکاریں، ان کی زبان سے نفرت اور غیض و غضب پھیلے، منافرت پھیلے تو عامۃ الناس کے اندر دیندار طبقے، دین کے نمائندوں اور دین کا کیا تصور قائم ہوگا؟

کیا ہمارے ان رویوں کا کوئی تعلق اللہ کے دین، قرآن، سنت نبوی اور سیرت محمدی ﷺ سے ہے۔۔۔؟ ہمارے ان رویوں سے آئندہ نسلوں پر دین اسلام کا کیا امیج پید اہوگا۔۔۔؟ وہ دین کے قریب کیسے آئیں گے۔۔۔؟ جبکہ دوسری طرف پوری دنیا میں کفر کی یلغار ہے، کفر کے نظریات، ثقافت، فحاشی وعریانی، بے حیائی، بے دینی، بے حیائی اور دین گریزی کا کلچر ہے۔ دین سے دور کھینچنے والے عوامل رات دن مصروف عمل ہیں۔ اب دنیا گلوبل ویلج ہے، پہلے زمانوں میں کفر اگر ایک کونے میں ہوتا تھا تو دوسرے کونے والوں کو خبر نہیں پہنچتی تھی، ہر کوئی اپنے لوکل ماحول سے متاثر ہوتا تھا لیکن آج الیکٹرانک اور سوشل میڈیا نے دنیا کو گلوبل ویلج بنادیا ہے، اب موبائل کی صورت میں دنیا ہاتھ پر آگئی ہے۔ ساری کائنات ہر وقت ہمارے ہاتھ پر ہے۔ ہر قسم کا شر، فحاشی، عریانی، دین سے بیزاری، دینی قدروں کو مٹانے والی جو کچھ بھی خرابیاں اور برائیاں ہیں، وہ سب ہاتھ میں ہیں۔ دین گریز قوتیں لوگوں کو دین سے ہٹا رہی ہیں۔ ان حالات میں بہت کم افراد، طبقے اور عوامل رہ گئے ہیں جو عامۃ الناس اور نوجوان نسلوں کو دین کی طرف بلارہے ہیں اور دین کی محبت دلوں میں پیدا کررہے ہیں۔ دین کی محبت لوگوں میں تب پیدا ہوگی جب محبت کا پیغام دینے والے کے الفاظ میں بھی محبت جھلکے اور ان کے روّیوں میں بھی شفقت، ادب، حیاء، لحاظ، تعظیم وتکریم اور اقدار ہوں۔ گمراہی اور کفر کے اس طاقتور ماحول کے اندر نوجوان نسل کا نیکی اور دین کی طرف راغب ہونا مشکل ترین ہوچکا ہے۔ علماء کی بھرپور کاوشوں کے باوجود نیکی کا ایک کمزور سا اثر نوجوان نسل پر ہوتا ہے مگر افسوس کہ دین کی نمائندہ کہلوانے والی شخصیات کے شدت پسندانہ رویوں کی وجہ سے سوسائٹی پر ہونے والے اس تھوڑے سے اثر کی بھی جڑیں کاٹ دی گئی ہیں۔

ان حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ آقا علیہ السلام کی سیرتِ طیبہ کے خلقِ عظیم کے اس پہلو کو فروغ دیا جائے اور ہر شخص تک سیرتِ طیبہ کے اس نمایاں پہلو کو پہنچانے کے لیے کماحقہ اقدامات کیے جائیں۔

۲۔حضور ﷺ کا صحابہ کرامؓ سے حسنِ سلوک

(۱) حضرت جابر بن سمرہؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے آقا علیہ السلام کو قریب سے دیکھا ہے؟ یعنی کیا آپ ﷺ کی عاداتِ طیبہ، خصائلِ مبارکہ اور اخلاقِ مبارکہ سے آپ واقف ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اور پھر انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی چند عاداتِ مبارکہ کا تذکرہ کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ

وكان اصحابه يتناشدون الشعر عنده ويذكرون اشياء من امر الجاهلية ويضحكون فيتبسم معهم اذا ضحكوا.

(سنن البيهقي الكبرىٰ، ۱۰: ۲۴۰، رقم: ۲۰۹۰۷)

صحابہ کرامؓ آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں بیٹھتے تھے تو شعر بھی پڑھتے تھے۔ وہ دورِ جاہلیت میں سے کئی چیزوں کا ذکر کرتے، کوئی قصہ، کوئی واقعہ سنا رہے ہوتے اور انہیں یاد کرکے ہنس رہے ہوتے تو آقا علیہ السلام بھی ان کے ساتھ تبسم فرماتے تاکہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں، اس پر یہ محسوس کریں کہ میں بھی ان کی باتوں کو انجوائے کررہا ہوں۔

یعنی آپ ﷺ صحابہ کرامؓ سے لاتعلق نہیں رہتے تھے۔ وہ شعر پڑھ رہے ہوتے تو آپ ﷺ یہ نہ فرماتے کہ میرا شعر و شاعری سے کوئی تعلق نہیں، تم یہ کیا پڑھ رہے ہو؟ بلکہ ان کے ساتھ مانوسیت ظاہر کرتے۔

(۲) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ ہم آقا علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے ہوتے تھے:

اگر ہم آخرت کی بات شروع کردیتے تو آقا علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ آخرت کا موضوع شروع فرمادیتے۔ اگر ہم دنیا کی بات شروع کردیتے، تجارت اور لوگوں کے احوال کی بات کرتے تو آقا علیہ السلام بھی ہمارے ساتھ دنیا کی بات شروع کردیتے۔ ہم اگر کھانے پینے کی بات شروع کردیتے تو آقا علیہ السلام ہمارے ساتھ کھانے پینے کی باتوں میں شریک ہوجاتے۔

صحابہ کرامؓ کے ساتھ اس طرح شریک ہونے کا آپ ﷺ کا یہ عمل ظاہر کررہا ہے کہ آپ ﷺ انسانی جذبات و احساسات

کا اس قدر خیال فرماتے اور احترام کرتے کہ ہر شخص آپ ﷺ سے اپنائیت اور مانوسیت محسوس کرتا۔ یعنی مجلس میں صحابہ کرامؓ جو بھی جائز بات کررہے ہوتے، جس بھی موضوع پر بات کرتے، آقا ﷺ کبھی اس بات سے لاتعلق نہیں رہتے تھے۔ حضور ﷺ اپنے اور صحابہ کرامؓ کے درمیان فاصلہ قائم نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے موضوع کے ساتھ شریک ہوجاتے اور اپنائیت پیدا کرلیتے اور اس سے ان کی عزت افزائی ہوتی اور وہ مزید کھل کر باتیں کرتے۔

(۳) ایک اور روایت کے الفاظ ہیں کہ

اگر صحابہ کسی بات پر تعجب کرتے تو حضور ﷺ بھی اپنے چہرۂ انور کے تاثر میں تعجب لاتے یعنی صحابہ کرامؓ کی کیفیات کے ساتھ حضور ﷺ اپنی کیفیات کو ملاتے اور ان کے احساسات کے ساتھ اپنے احساسات کو ملاتے۔ آپ ﷺ دوسرے کے جذبات و احساسات اور عزت نفس کا اس قدر خیال رکھتے کہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ

کان إذا لقیه احد من أصحابه فقام معه قام معه فلم ینصرف حتی یکون الرجل هو الذی ینصرف عنه.

اگر آقا ﷺ جارہے ہوتے اور اصحاب میں سے کوئی شخص آپ ﷺ سے ملنے کے لیے راستے میں کھڑا ہوجاتا تو آپ ﷺ بھی اس کے لیے کھڑے رہتے اور جب تک وہ خود چلا نہ جاتا آپ ﷺ تب تک اس سے اپنی توجہ کو نہ ہٹاتے تھے۔

(۴) پھر فرمایا:

وإذا لقیه أحد من أصحابه فتناول یده ناوله إیاها فلم ینزع یده منه حتی یکون الرجل هو الذی ینزع یده عنه.

اگر کوئی آدمی آپ ﷺ سے ملتا اور ہاتھ ملاتا تو آپ ﷺ بھی اپنے دستِ اقدس سے مصافحہ فرماتے اور جب تک وہ خود اپنا ہاتھ پیچھے نہ ہٹاتا، تب تک آپ ﷺ بھی اپنا ہاتھ نہ ہٹاتے۔

اس سے مقصود یہ ہوتا کہ اگر میں نے مصافحہ کے دوران اپنا ہاتھ پہلے کھینچ لیا تو کہیں اس کی طبیعت میں اس کا کوئی اور معنی نہ آجائے، کہیں وہ شرمندگی محسوس نہ کرے یا یہ خیال نہ آجائے کہ میں نے ناپسند کیا، اس لیے ہاتھ کھینچ لیا۔ لہٰذا ہاتھ کھینچ لینے کے خیال سے بھی دوسرے کے دل کو محفوظ رکھنے کے لیے آپ ﷺ اپنا دست مبارک اس کے ہاتھ میں قائم رکھتے۔

یہاں تک کہ فرمایا کہ ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ آقا ﷺ نے کسی شخص سے مصافحہ کیا ہو اور ہاتھ ملانے والے سے پہلے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہو۔

گویا ہر شخص جو آقا ﷺ سے ملتا، اس کی کیا حاجت و ضرورت ہے؟ وہ آپ ﷺ کی طرف کیوں متوجہ ہوا ہے اور کیا چاہتا ہے؟ آپ ﷺ اس کے احساس کو پڑھ کر اپنا پورا رویہ اس کے احساس اور جذبات پر قائم فرماتے۔

(۵) اور پھر فرمایا:

وإذا لقیه أحد من أصحابه فتناول أذنه ناوله إیاها ثم لم ینزعها عنه حتی یکون الرجل هو الذی ینزعها عنه.

(کنزل العمال، ج:۷، ص:۵۸، رقم: ۱۸۴۸۶)

اسی طرح کوئی شخص آپ ﷺ سے بات کرتا تو آپ ﷺ اپنے کان مبارک آگے کر دیتے یعنی دھیان سے سنتے رہتے اور جب تک وہ اپنی بات ختم نہ کرلیتا اور اپنا موضوع بدل نہ لیتا یا بات کرنے سے رک نہ جاتا، تب تک آپ ﷺ اپنے کان اسی کی طرف رکھتے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو آپ ﷺ کبھی اسے چھوڑ کر مجلس سے اٹھ کر نہیں گئے۔ پہلے وہ شخص اٹھتا پھر بعد میں آپ ﷺ تشریف لے جاتے۔

اتنی دلجوئی انسانی زندگی میں ممکن نہیں ہے۔ کون ایسا شخص ہے جو لوگوں کے جذبات اور احساسات کا اتنا احترام کرے، جتنا احترام اور احساس حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آقا ﷺ کو یہ خلق عطا کیا ہے اور اسی خلق کے اظہار کا نام اسلام ہے۔ اسی کا نام سیرت محمدی ﷺ اور خُلق محمدی ﷺ ہے۔ خفیف سے خفیف تر اور لطیف سے لطیف تر احساسات اور جذباتِ انسانی کا خیال رکھنا اور ان کا احترام کرنا بلاشک و شبہ وہ سوچ و فکر ہے جس کی بنیاد حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ اور حیاتِ مبارکہ کے ہر گوشہ سے میسر آتی ہے۔

(جاری ہے)

سہ روزہ دورہ علوم الحدیث

حدیث ضعیف سے استدلال

ائمہ و محدثین کے اقوال کی روشنی میں

خصوصی خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

نشست سوم
حصہ: اول

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین

سہ روزہ دورۂ علوم الحدیث کی دوسری نشست میں حدیث ضعیف اور سند کی اہمیت پر تفصیلی گفتگو کی گئی تھی۔ میں نے اُس نشست میں یہ امر واضح کیا تھا کہ سلف صالحین کے دور سے لے کر متاخرین تک ہر زمانہ میں ائمہ علم، علماۓ اعلام، محدثین، فقہاء، نقاد اور جرح و تعدیل کے متخصصین کا بلا اختلاف اِس امر پر اجماع رہا ہے کہ جملہ کتبِ حدیث کے مصنفین و مؤلفین اپنے اپنے زمانوں میں حدیث ضعیف کی روایت کرتے رہے ہیں۔ دوسری نشست میں اِس امر کی بھی تصریح کر دی گئی تھی کہ امام بخاری نے صرف الجامع الصحیح میں حدیث ضعیف روایت نہیں کی، اس کے علاوہ اپنی دیگر تمام کتب میں احادیث ضعیفہ کو روایت کیا ہے۔ حدیثِ ضعیف کی حجیت کے حوالے سے بنیادی چیز یہ ہے کہ تمام ائمہ کرام فضائلِ اعمال، قصص، ترغیب وترہیب، زہد و رقائق اور ثواب وعقاب کے موضوعات پر حدیث ضعیف کا نہ صرف روایت کرنا بلکہ اِسے قبول کرنا اور اِس پر عمل کرنا جائز اور مستحب مانتے رہے ہیں۔

ائمہ کے نزدیک حدیثِ ضعیف سے استدلال

یہ بات ذہن نشین رہے کہ حدیث ضعیف سے استدلال کے حوالے سے ائمہ کے بے شمار اقوال ہیں، اِن تمام اقوال کو بیان کرنا ممکن نہیں۔ تاہم مناسب حد تک اقوال اور تصریحات کو بیان کریں گے، جس سے یہ چیز طے ہو جائے گی کہ اس موضوع پر اکابر کا اجماع ہے۔ لہٰذا اب اس پر اختلاف کی گنجائش نہیں ہے۔

اس دورۂ حدیث کی دوسری نشست میں حدیثِ ضعیف سے استدلال پر سلف صالحین اور قدماء میں سے امام عبدالرحمٰن بن مہدی، امام سفیان الثوری، امام عبداللہ بن المبارک، امام سفیان بن عیینہ، امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے اقوال اور تصریحات بیان کرچکا ہوں۔ اس حوالے سے چند مزید اقوال ذیل میں درج کیے جارہے ہیں:

ا۔ امام ابو زکریا العنبریؒ

امام ابو زکریا العنبری کا ایک قول علامہ خطیب بغدادی نے الکفایۃ میں روایت کیا ہے کہ:

الخبر إذا ورد لم يحرِّم حلالا، ولم يُحِلَّ حراما، ولم يُوْجِبْ حُكمًا، وكان في ترغيبٍ أو ترهيبٍ، أو تشديدٍ أو ترخيصٍ، وجب الإغماضُ عنه، والتساهلُ في روايته.

(خطيب بغدادي، الكفاية في علم الرواية/ ۳۴)

جب کوئی خبر (حدیث) حکمِ شرعی کے طور پر حلال اور حرام ثابت کرنے کے لیے نہ ہو بلکہ ترغیب وترہیب کے مسائل میں یا دین کے معاملات میں شدت اختیار کرنے یا رخصت کے معاملات میں وارد ہو اور اس کے رواۃ میں عوارضِ بشریہ کی وجہ سے اگر ضعف ہے تو واجب ہے کہ اُس ضعف سے اغماض برتا جائے، صرفِ نظر کیا جائے اور تساہل (نرمی) برتا جائے۔

☆ خطاب نمبر: Ba-127، مقام: جامع المنہاج، بغداد ٹاؤن، مورخہ: 09 اکتوبر 2017ء، ناقل: محمد خلیق عامر

معلوم ہوا حدیث ضعیف کے حوالے سے ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا ائمہ حدیث کے ہاں واجب ہے۔

۲۔ امام ابن ابی حاتم الرازیؒ

امام ابن ابی حاتم الرازیؒ نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں طبقات الرواۃ کے عنوان کے تحت مراتب الرواۃ کا ذکر کرتے ہوئے چوتھا مرتبہ یہ بیان کیا ہے کہ

ومنهم : الصدوق الورع المغفل، الغالب عليه الوهم والخطأ والغلط والسهو.

وہ تمام راوی جو ضعیف ہیں، صادق بھی ہیں، صاحبِ ورع بھی ہیں مگر مغفل ہیں (یعنی ان پر غفلت کا قول ہے) یا اُن پر وہم غالب ہے یا اُن سے خطا ہوتی ہے یا وہ غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں یا سہو ہوتا ہے تو:

فهذا يكتب من حديثه الترغيب والترهيب والزهد والآداب، ولا يُحتَجُّ بحديثه فى الحلال والحرام (ابن ابى حاتم الرازى، الجرح والتعديل، ١:٦، ١٠)

اِن کی احادیث کو ترغیب وترہیب، زہد اور آداب میں لکھا جائے گا اور حلال و حرام میں اِن کی روایات سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم الرازیؒ نے وہ سارے اسباب اور وجوہ شمار کرا دی ہیں جن سے ضعف پیدا ہوتا ہے، راوی ضعیف کہلاتا ہے اور جس بناء پر اس کی روایت کردہ حدیث پر ضعیف ہونے کا حکم لگتا ہے۔

☆ امام ابن ابی حاتم الرازیؒ الجرح وتعدیل کے مقدمے میں بھی لکھتے ہیں کہ

فى الآداب والمواعظ أنها تحتمل الرواية عن الضعاف.

ابوابِ آداب اور مواعظ میں ضعیف روایات کو قبول کیا جاتا ہے۔

۳۔ امام عبداللہ بن المبارکؒ

امام عبداللہ بن المبارک حدیث ضعیف سے استدلال کے حوالے سے فرماتے ہیں:

فى أدب، فى موعظة، فى زهد أو نحو هذا.

(ابن ابی حاتم الرازی، الجرح والتعدیل، ۲:۳۰)

ادب، موعظت، نصیحت، زہد اور اِس جیسے موضوعات میں احادیثِ ضعیفہ کو قبول کیا جائے گا۔

۴۔ امام بیہقیؒ

حدیث ضعیف سے استدلال کے حوالے سے امام بیہقی کے الفاظ غور طلب ہیں، فرمایا:

اتفق أهلُ العلم بالحديث على ضعف مُخَرِّجها، وهذا النوع على ضربين. (بيهقى، دلائل النبوة، ١: ٣٣)

اُن کی مراد یہ ہے کہ اگر کوئی راوی (مخرج) ضعیف ہے تو اُس کی روایت کو قبول کرنے کے موضوع پر اہل علم کا اتفاق ہے (یعنی اِس میں اختلاف کیا ہی نہیں گیا)۔ اُس کی دو قسمیں ہیں کہ ضعیف راوی کو کس روایت میں قبول نہیں کرنا اور کس روایت میں قبول کرنا ہے۔ فرمایا:

١. ضرب: رواه من كان معروفا بوضع الحديث والكذب فيه. فهذا الضرب لا يكون مستعملاً في شيء من أمور الدين.

پہلی قسم یہ ہے کہ وہ شخص جو وضاع ہو (حدیث وضع کرے، اپنی طرف سے گھڑے) اور کذاب ہو تو ائمہ اور اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ اُس کی روایت کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ اب یہ خبر ''موضوع'' ہو جاتی ہے، عام ضعیف نہیں رہتی۔ لہٰذا اُس سے امور دین میں کسی چیز پر عمل نہیں کیا جاتا۔

٢. وضرب: لا يكون راويه متهمًا بالوضع، غير أنه عُرف بسوء الحفظ، وكثرة الغلط فى رواياته، أو يكون جهولا لم يثبت من عدالته وشرائط قبول خبره ما يوجب القبول. وقد يستعمل فى الدعوات، والترغيب والترهيب، والتفسير، والمغازى، فيما لا يتعلق به حكم. (بهيقى، دلائل النبوة، ١: ٣٤)

(دوسری قسم یہ ہے کہ) وہ راوی جو متہم بالوضع نہیں ہے (جس کے اوپر جھوٹ بولنے کا اتہام نہیں ہے) صرف سوئے حفظ کا قول ہے یعنی اِس کے حافظے میں کمزوری ہے یا کثرت غلط کی کمزوری ہے یا مجہول ہے (مجہول الحال، مجہول العین) یا اُس کی عدالت اور اس کی خبر/روایت کو قبول کرنے کی شرائط

ثابت نہیں ہیں تو ایسے ضعفاء کی روایات: دعاؤں، ترغیب وترہیب، زہد ورقائق، تفسیر، مغازی، فضائل میں قبول کی جائیں گی۔ صرف احکام کے اثبات میں ایسے ضعیف راوی کی روایات قبول نہیں ہوں گی۔

یہ ذکر کرنے کے بعد امام بیہقی فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مہدی، یحییٰ بن سعید القطان اور دیگر ائمہ کی بھی اسی قول پر توثیق ہے۔

۵۔ امام یحییٰ بن سعید القطانؒ

امام یحییٰ بن سعید القطانؒ نے حدیثِ ضعیف سے استدلال کے حوالے سے اسی اصول کو بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

تساهلوا في التفسير عن قوم لا يوثقونهم في الحديث.

(البیهقی، دلائل النبوة، ۱:۳۵)

یعنی حدیث میں غیر ثقہ رُواۃ سے تفسیر کے باب میں احادیث نقل کرنے میں تساہل برتا۔

۶۔ حافظ ابن عبد البرؒ

حافظ ابن عبدالبر حدیثِ ضعیف سے استدلال کے حوالے سے **جامع بیان العلم وفضله** میں بیان کرتے ہیں:

أهل العلم بجماعتهم يتساهلون في الفضائل.

تمام اہلِ علم کی جماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ فضائل میں احادیث ضعاف کو روایت کرنا، قبول کرنا اور اُس پر عمل کرنا جائز ہے۔

☆ مزید فرماتے ہیں:

وإنما يتشددون في أحاديث الأحكام.

(ابن عبد البر، جامع بيان العلم وفضله، ۱: ۱۰۳)

وہ (اہلِ علم) احکام کو ثابت کرنے کے لیے حدیث کی سند میں سختی کیا کرتے تھے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ فضائل کو ثابت کرنے کے لیے ایسے راویوں کی ضرورت نہیں ہوتی جو اُونچے درجے کے ہوں کہ جن سے احتجاج کیا جائے۔

۷۔ امام نوویؒ

امام نووی کا قول بیان کرنے سے پہلے امام نووی کا علمی مقام و مرتبہ بھی ذہن میں رہے کہ آپ کا علمی مقام یہ ہے کہ مکہ معظّمہ، حرمِ کعبہ، مسجد نبوی اور پوری دنیائے عرب میں فرض نماز کے بعد عام طور پر علماء اور ائمہ آپ کی کتب ''ریاض الصالحین'' اور ''کتاب الاذکار'' کا درس دیتے ہیں۔ امام نووی محدثین اور علماء میں حجت ہیں۔ اُنہوں نے ''مقدمۃ الاذکار'' میں حدیثِ ضعیف سے استدلال کے حوالے سے بیان فرمایا کہ

قال العلماء من المحدثين و الفقهاء وغيرهم. يجوز ويُستَحَبُّ العمل في الفضائل والترغيب والترهيب بالحديث الضعيف، ما لم يكن موضوعًا.

محدثین اور فقہاء میں سے کثیر علماء نے کہا ہے: ''موضوع'' کو چھوڑ کر باقی تمام احادیث ضعیفہ پر فضائل اور ترغیب وترہیب میں عمل کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔ (یعنی اِس پر بین المحد ثین والفقہاء اختلاف نہیں ہے۔)

☆امام نووی نے ایک اور بڑی نفیس بات کی ہے۔ فرماتے ہیں:

وأما الأحكام؛ كالحلال والحرام والبيع والنكاح والطلاق وغير ذلك: فلا يعمل فيها إلا بالحديث الصحيح أو الحسن.

احکام جیسے حلال وحرام، بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ میں حدیث صحیح یا حدیث حسن پر عمل ہوگا۔ ان کے علاوہ باقی جتنے مسائل ہیں، ان میں حدیث ضعیف کو قبول کیا جائے گا۔

☆ مزید فرماتے ہیں:

إلا أن يكون في احتياط في شيء من ذلك.

حتیٰ کہ اگر احکام کے اندر بھی کوئی حدیث صحیح اور حدیث حسن موجود نہ ہو تب احکام میں بھی احتیاط کے پیش نظر حدیث ضعیف پر عمل کرلیا جائے گا۔ (نووی، مقدمۃ الاذکار، ۱: ۲۲)

۸۔ علامہ خطیب بغدادیؒ

خطیب بغدادی نے **الکفایة** میں درج ذیل عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے:

باب التشدد في أحاديث الأحكام والتجوّز في فضائل الأعمال. (خطيب بغدادی، الكفاية/۱۳۳)

احکام کی احادیث میں سختی کرنا اور فضائلِ اعمال کی احادیث میں نرمی کرنے کا باب

خطیب بغدادی کا اس عنوان سے باب قائم کرنا، حدیث ضعیف سے استدلال کے جواز کو ثابت کر رہا ہے۔

۹۔ علامہ ابن قدامہ الحنبلیؒ

علامہ ابن قدامہ المقدسی الحنبلیؒ نے فقہ حنبلی پر اپنی کتاب المغنی میں فرمایا:

النوافل والفضائل لا يُشترط صحةُ الحديث لها.

نوافل اور فضائل کے باب میں صحیح حدیث کی شرط نہیں ہے۔ حدیث ضعیف سے بھی حکم لیا جا سکتا ہے۔

(ابن قدامہ، المغنی، ۲: ۹۸)

۱۰۔ علامہ ابن رجب الحنبلیؒ

علامہ ابن رجب الحنبلیؒ شرح علل الترمذي میں بیان کرتے ہیں:

فقد رخّص كثيرٌ من الأئمة في رواية الأحاديث الرقاق ونحوها عن الضعفاء.

(ابن رجب حنبلی، شرح علل الترمذي، ۱: ۳۷۳-۳۷۲)

کثیر تعداد میں ائمہ نے فضائل اور رقائق اور اس جیسے (ترغیب وترہیب کے) مسائل میں احادیث ضعیفہ سے استدلال کرنے اور اُن پر عمل کرنے کی رخصت اور اجازت دی ہے۔

اس کتاب میں علامہ ابن رجب الحنبلیؒ نے اس مؤقف کے حاملین ائمہ کے نام بھی درج کئے ہیں۔

خلاصۂ بحث

ائمہ کی درج بالا تصریحات اور اقوال سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ حدیث ضعیف سے استدلال جائز ہے۔ اس حوالے سے صرف یہ امر ذہن نشین رہے کہ صرف ''موضوع'' اور ''متروک'' سے استدلال جائز نہیں، اس کے علاوہ حدیث ضعیف کی جتنی بھی اقسام ہیں، فضائل اعمال کے باب میں ان پر عمل کیا جائے گا۔ حدیث ضعیف کی اقسام کی تعداد ابن الصلاح اور دیگر کئی ائمہ کے نزدیک 49 ہیں۔ کئی ائمہ نے حدیث ضعیف کی 39 اقسام بیان کیں اور کئی نے اِن کو مزید تفصیل سے بیان کرتے ہوئے ان کی تعداد 60 تک ذکر کی ہے۔ لیکن علی الاقل حدیث ضعیف کی 40,39 اقسام ہیں، ان اقسامِ حدیثِ ضعیف میں سے صرف دو اقسام ''موضوع اور متروک'' پر عمل نہیں کیا جائے گا اور حدیث ضعیف کی بقیہ 37 اقسام کے حوالے سے اجماع ہے کہ فضائل اعمال کے باب میں اُن پر عمل کیا جائے گا۔

☆ حدیث ضعیف کے حوالے سے یہ امر بھی واضح رہے کہ فقط ایک محدث کا یہ لکھ دینا اور جرح وتعدیل کے باب میں کسی کا یہ کہہ دینا یا کسی حدیث کی کتاب میں کسی محقق کا کسی حدیث پر یہ حکم لگا دینا کہ ''یہ حدیث ضعیف ہے'' تو اِس سے سارا فیصلہ نہیں ہو جائے گا بلکہ اس کی مزید جانچ پرکھ کی جائے گی کہ وہ حدیث کس سبب سے ضعیف ہے۔۔۔؟ کون سا راوی ضعیف ہے۔۔۔؟ اُس راوی میں ضعف کس قسم کا ہے۔۔۔؟ راوی کی عدالت و دیانت کا ضعف ہے یا اُس کے حفظ کا ضعف ہے۔۔۔؟ اُس ضعف کی سطح کیا ہے۔۔۔؟ سند کس درجے میں شمار کی جاتی ہے۔۔۔؟

گویا 39 میں سے کم از کم 37 اقسام ضعیف ایسی ہیں جن کے لیے لفظ تو حدیث ضعیف کا استعمال ہوگا مگر اُسے کلیتاً اور قطعی طور پہ ردّ نہیں کیا جائے گا۔ اُن 37 اقسام پر تعدد طرق، عندالائمہ تلقی بالقبول، فضائل اعمال، زہد، ورع، ثواب وعقاب، ترغیب و ترہیب اور رقائق کے ابواب میں عمل کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ اگر تعدد طرق نہ بھی ہو، صرف ایک ہی فرد اور ایک ہی طریق سے روایت ہوئی ہو مگر راوی کا ضعف شدید نہیں، تب بھی اس حدیث میں یہ صلاحیت ہے کہ اُس پر عمل کرنا واجب ہے۔

الغرض محض یہ لکھ دینا کہ ''حدیث ضعیف ہے''، یہ لفظ تمام امور کا فیصلہ نہیں کر دیتا بلکہ اُس کے ضعیف ہونے اور اُس کے ضعف کی تفصیل میں جانا پڑے گا۔ حدیث ضعیف پر حکم لگانے کا معاملہ محلِ تفصیل ہے، یعنی اِس کی تفصیل معلوم کرنے کی ضرورت ہے۔ کسی حدیث کو صحیح لکھ دیا تو یہ محلِ تفصیل نہیں ہے۔ کسی حدیث صحیح کا محلِ تفصیل میں ہونا صرف اِس پہلو میں ہے کہ اگر صحیح ہے تو کہیں منسوخ تو نہیں۔ اِسی طرح کے اور مسائل بھی ہیں۔ بتانا یہ مقصود ہے کہ حدیث صحیح اور حدیث حسن کی سند پر کلام نہیں اور صحیح اور حسن کے دو لفظوں سے سند کے باب میں تمام فیصلے ہو جاتے ہیں لیکن اگر کوئی حدیثِ ضعیف ہے تو وہ محلِ تفصیل اور محلِ تحقیق ہے۔

یعنی محض ضعیف کا لفظ لکھ دینے سے سارے فیصلے نہیں ہو جاتے بلکہ اُس میں مزید تفصیل اور تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔

حدیث ضعیف ظاہر کرنے والی اصطلاحات

تمام کتب علوم الحدیث کو پڑھنے اور اچھی طرح کھنگالنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ محدثین نے حدیث ضعیف کے بارے میں درج ذیل دس اقسام کے الفاظ اور اصطلاحات استعمال کی ہیں، محدث ان میں سے کوئی اصطلاح حدیث ضعیف کے اظہار کے لیے استعمال کرتا ہے:

١. واسمعوا منه ما كان في ثواب وغيره.

اِس راوی سے سن لو، سماع جائز ہے اگر ثواب کا مسئلہ ہو۔

٢. تَساهَلنا في الأسانيد. (تساہل کے لفظ کا استعمال)

٣. يحتمل أن يُتَساهَل فيها.

٤. وجب الإغماضُ عنه، والتساهلُ في رواته.

٥. سمَّحنا في الرجال.

٦. تساهلوا في التفسير عن قوم لا يوثّقونهم في الحديث.

٧. هؤلاء لا يحمد امرهم، ويُكتَب التفسير عنهم.

٨. وهو رجل تُكتَب عنه هذه الأحاديث. كأنه يعني المغازي ونحوها...

٩. لا تأخذوا هذا العلم في الحلال والحرام ولا بأس بما سوى ذلك.

١٠. يحتمل أن يروى هذا القدر، أو مثل هذه الأشياء.

ان دس میں سے کوئی نہ کوئی اصطلاح/ الفاظ حدیثِ ضعیف کو ظاہر کرنے کے لیے کتب حدیث میں استعمال ہوئے ہیں۔ ان اصطلاحات سے واضح ہوتا ہے کہ محدثین نے اپنے اپنے اسلوب میں کتنی اصطلاحات وضع کی ہیں جو اِس ایک مسئلے کو بیان کرتی ہیں۔ (جاری ہے)

انتقالِ پُر ملال

گذشتہ ماہ مرکزی سیکرٹریٹ پر خدمات سرانجام دینے والے درج ذیل احباب کے اعزہ و اقارب انتقال فرماگئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆محترم علی وقار قادری (ڈائریکٹر لارل ہوم سکولز) کی والدہ محترمہ

☆ محترم ڈاکٹر نعیم انور نعمانی (صدر منہاجینز) کی والدہ محترمہ

☆ محترم سید امجد علی شاہ (ڈائریکٹر MWF) کی والدہ محترمہ

☆ محترم احسن بابا (ڈائریکٹر منہاج ٹی وی) کی والدہ محترمہ

☆محترم محمد عامر عباس (شعبہ آڈٹ مرکزی سیکرٹریٹ) کے والد محترم

☆گذشتہ ماہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے زخمی اور اسیر محترم صوفی محمد طفیل ڈار (شیخوپورہ)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران اور کارکنان تحریک نے مرحومین کے انتقال پر گہرے غم و رنج کا اظہار کرتے ہوئے مغفرت و بلندی درجات کی خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم سید محمد ارشد محمود شاہ (یوکے) کے بڑے بھائی محترم سید امتیاز حسین شاہ بخاری (کھڑی شریف)، محترم مہر شاہد ظفر وجھی (میڈیا کوآرڈینیٹر TMQ وجھیانوالہ) کے پھوپھا اور پھوپھی، محترم عرفان طاہر (اسلام آباد) کی والدہ، محترم عتیق الرسول (سابق ناظم TMQ، این اے 52 اسلام آباد) کے والد، محترم شیخ محمد اقبال (سابق ناظم TMQ یوسی راول ٹاؤن۔ اسلام آباد) کے بہنوئی، محترم صوبیدار (ریٹائرڈ) محمد سلیم صدر (TMQ، این اے 52 اسلام آباد) کی اہلیہ اور محترم محمد ناصر (یوسی کورال اسلام آباد) کے بھائی قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

الفقہ: آپ کے فقہی مسائل

اولیاء اللہ، ولی اور ولایت

اولیاء اللہ، اللہ کی عبادت اور اس کی دعوت کے ضامن ہیں

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

لفظ ولی اور ولایت کا لغوی معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ

الولاءُ، والتَّوالِیُ ان یحصل شیئانِ فصاعدًا حصولًا لیس بینهما ما لیس منهما ویستعار ذلك للقرب من حیث المکان ومن حیث النسبة ومن حیث الدین ومن حیث الصداقة، والنصرة والاعتقاد والولایة النصرة.

ولاء او توالی کا مطلب دو یا زیادہ چیزیں اس طرح موجود ہوں کہ ان کے درمیان کوئی غیر نہ ہو اور اس کلمہ کو قُرب کے معنی میں استعمال کیا گیا۔ یہ قرب مکانی اورنسبی، دینی، دوستی، مدد، عقیدہ کے معنی میں بھی استعمال ہوا۔

(علامہ ابوالقاسم الحسین بن محمد، الراغب الاصفہانی، (م۵۰۲)، المفردات فی غریب القرآن، طبع کراچی، ص ۵۳۳)، (الامام العلامہ ابن منظور (م ۶۳۰ھ، ۷۱۱ھ)، افریقی، لسان العرب، ۱۵/۴۰۲)

☆ الولی، المحب، الصدیق، النصیر، الغالب، القریب، الناصر المالك، المتصرف، المدبر، مقتدر.

محبّ، دوست، مددگار، غالب، قریب، مالک، متصرف، مدبر، مقتدر۔ (الامام، السید، ابوالفیض، محمد مرتضیٰ، الزبیدی، الحنفی، شرح تاج العروس، القاموس طبع بیروت، ۱۰/ ۳۹۸)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اولیاء کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ. لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ. (یونس، ۱۰:۶۲ تا ۶۴)

”سن لو اللہ کے دوستوں پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔ وہ جو ایمان لائے اور اس کی نافرمانی سے بچتے رہے۔ انہی کے لیے خوشخبری ہے، دنیوی زندگی میں اور آخرت میں، اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں، یہی بڑی کامیابی ہے“۔

اولیاء اللہ کون ہیں؟

قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ میں اولیاء اللہ کی متعدد صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند صفات کو ذیل میں درج کیا جارہا ہے:

۱۔ اولیاء اللہ کی پہلی صفت ایمان ہے کہ وہ صاحبِ ایمان ہوں۔ ان کی ذہنی سوچ پختہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ لائے اس پر دل سے حق اور سچ ہونے کا یقین کریں۔ عقل و حواس سے ماوریٰ جو حقائق کوئی نہ جانے اور اللہ کے بتائے سے صرف نبی جانے اور مخلوق کو بتائے، اس حقیقت کو سچ جانیں اور اس پر یقین کریں۔ مثلاً: اگر نبی فرمائیں کہ شکلِ انسانی میں آنے والا فرشتہ ہے جو تمہیں تمہارا دین سمجھانے اور بتانے آیا تھا تو اب اس حقیقت کو عقل سے معلوم کیا جاسکتا ہے اور نہ حواس سے، اس کا علم صرف نبی کے بتانے سے ہوسکتا ہے۔ بس نبی نے اللہ تعالیٰ، ملائکہ، انبیائے سابقین، کتب سابقہ کی

تصدیق، جنات، قبرو قیامت، پل صراط، جنت، جہنم اور ان کے تفصیلی و اجمالی احوال، ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات، امت کے عروج و زوال کی تفصیلات، قرب قیامت کے آثار، جنت و اہل جنت کے حالات اللہ کی تعلیم سے جانے اور اسی کے اذن سے دنیا کو بتائے۔ جس نے ان کو سچا جانا اور ان کا یقین کرلیا، وہ مومن ہے اور اولیاء کے اندر یہ کیفیتِ ایمان عام مومنین کی نسبت بدرجہ اولیٰ موجود ہوتی ہے۔

۲۔ اولیاء کی دوسری صفت یہ ہے کہ وہ تقویٰ شعار ہوتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مروی حدیث پاک ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

هم قوم تحابوا فی الله علی غیر ارحام بینهم ولا اموال یتعاطونها فوالله ان وجوههم لنور، وانهم لعلی منابر من نور، لا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ثم قرأ هذه الایة. اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ.

’’اولیاء اللہ وہ ہیں جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کریں، اگرچہ ان میں رحم کے رشتے بھی نہ ہوں اور نہ کوئی مالی لین دین ہو۔ خدا کی قسم ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر رونق افروز ہوں گے۔ جب لوگ تھر تھر کانپتے ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمزدہ ہوں گے، وہ غم سے محفوظ و مامون ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمزدہ ہوں گے، وہ غم سے محفوظ و مامون ہوں گے۔

۳۔ حضرت سعید بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اولیاء اللہ کون ہیں؟ فرمایا:

هم الذین یذکر الله برؤیتهم.

اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھے سے اللہ یاد آجائے۔

☆ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! اولیاء اللہ کون ہیں؟ فرمایا:

الذین اذا رئووا ذکر الله.

جن کے دیکھے سے اللہ یاد آجائے۔ (علامہ اسماعیل بن کثیر الدمشقی (م۷۷۴ھ)، تفسیر القرآن العظیم، ۴۲۲/۲، طبع لاہور)

۴۔ حضرت ابوبکر الاصمؒ فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ وہ ہیں جن کی ہدایت کا دلیل سے اللہ ضامن ہے اور اللہ کی عبادت اور اس کی دعوت کے وہ ضامن ہیں۔

جب بندہ ان صفات پر کاربند ہوتا ہے، وہ ولی اللہ ہوتا ہے اور جب بندہ ولی اللہ ہوجاتا ہے تو اللہ اس کا ولی ہوتا ہے اور یہی ہونا چاہیے، اس لیے کہ

لان القرب لا یحصل الامن الجانبین.

قرب دونوں طرف سے ہوتا ہے۔

۵۔ متکلمین نے فرمایا:

اللہ کا ولی وہ ہے جس کا عقیدہ درست ہو،مبنی بر دلیل ہو:

ویکون بالاعمال الصالحة علی وفق ماوردت به الشریعة.

اور جس کے اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔

(امام فخرالدین الرازی، التفسیر الکبیر، ج۱۷،ص ۱۲۶)

۶۔ اسی آیت (یونس:۶۲) کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

ان من عباد الله عبادا ما هم بانبیاء ولا شهداء تغبطهم الانبیاء والشهداء یوم القیامة لمکانهم من الله تعالیٰ.

اللہ کے بندوں میں سے ایسے بندے بھی ہیں جو نہ انبیاء ہیں، نہ شہداء مگر قیامت کے دن اللہ کے ہاں ان کی عزت و مرتبہ کو دیکھ کر انبیاء و شہداء رشک کریں گے۔

عرض کی گئی: یارسول اللہ!

خبّرنا من هم وما اعمالهم فلعلنا نحبهم؟ قال: هم قوم تحابوا فی الله علی غیر ارحام بینهم ولا اموال یتعاطون بها، فوالله ان وجوههم لنور وانهم علی منابر من نور، ولا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس ثم قراء اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ.

ہمیں فرمائیں کہ وہ کون ہیں اور ان کے اعمال کیا ہیں کہ ہم ان سے محبت کریں؟ فرمایا: یہ لوگ وہ ہیں جو اللہ کے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں، ان میں رحم (نسب) کے رشتے ہیں اور نہ کوئی مالی لین دین ہے۔ خدا کی قسم ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور نور کے منبروں پر رونق افروز ہوں گے، جب لوگ ڈرتے ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہ ہوگا اور جب لوگ غمزدہ

ہوں گے، انہیں کوئی غم نہ ہوگا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

اَ لَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

۷۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اولیاء الله قوم صفر الوجوه من السهر.

راتوں کے جگراتوں سے ان کے چہرے زرد

عمش العیون من العبر... ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر۔ **خمص البطون من الجوع.** بھوک سے ان کے پیٹ سکڑے ہوئے۔ **یبس الشفاه من الذوی**... پیاس سے ہونٹ خشک۔

جب اللہ ان کا والی، وارث اور دوست ہوجاتا ہے تو یہ دنیا و آخرت کے خوف و غم سے آزاد ہوجاتے ہیں۔

لا خوف علیهم لان الله یتولاهم ولا هم یحزنون لتعویض الله ایاهم فی اولاهم واخراهم لانه ولیهم ومولاهم.

ان پر کچھ خوف نہیں، اس لیے کہ اللہ ان کا دوست ہے۔ نہ وہ دنیا میں غمگین ہوتے ہیں اس لیے کہ اللہ ان کو دنیا و آخرت میں صلہ دیتا ہے کہ وہ ان کا ولی و مولیٰ ہے۔

(امام قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۸:۲۲۸، طبع مصر)

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حدیث قدسی) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

من عادیٰ لی ولیًّا فقد اذنته بالحرب، وماتقرب الی عبد بشئی احب مما افترضتُ علیه، وما یزال عبدی یتقرّبُ الی بالنوافل حتی احببته، فکنتُ سمعه الذی یسمع به، وبصره الذی یبصُرُ به، ویده التی یبطش بها، ورجله التی یمشی بها، وان سالنی لأعطِیَنّهٗ، ولئن استعاذنی لأُعِیذَنّهٗ، وما ترددتُّ عن شیءٍ انا فاعله تَرَدُّدِی عن نفس المومن یکره الموت وانا اکره مساء تَهٗ ولا بُدّلهٗ منه.

”جس کسی نے میرے ولی سے دشمنی کی، میں اُسے اعلان جنگ کرتا ہوں اور بندے کا میرا قرب حاصل کرنے کے لیے میں نے جو احکام اس پر فرض کیے ہیں، ان کے بجا لانے سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اور میرا بندہ ہمیشہ نفلی عبادت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور پاؤں بنتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے مانگے تو ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ مانگے تو ضرور اسے پناہ دیتا ہوں اور میں جو کرنا چاہوں اس میں مجھے کوئی تردد نہیں، جتنا تردد مجھے مسلمان کی جان سے متعلق ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہوں۔ حالانکہ اس سے اسے چارہ نہیں“۔

۹۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے عرض کی:

یارسول الله! الرجل یعمل العمل ویحمده الناس علیه ویثنون علیه به فقال رسول الله: تلك عاجلی بشریٰ المومن.

یارسول اللہ! ایک آدمی کوئی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس پر اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مومن کی فوری خوشخبری ہے۔ (مسلم)

۱۰۔ اللہ رب العزت نے اولیاء اللہ کو ملنے والے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ. (یونس:٦٤)

ان کے لیے خوشخبری ہے دنیوی زندگی اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں، یہی بڑی کامیابی ہے۔

یعنی انہیں اچھے اچھے خواب آتے ہیں، فرشتے موت کے وقت انہیں خوشخبریاں سناتے ہیں، فرشتے کہتے ہیں:

السَّلَامُ عَلَیْكَ وَلِیَّ اللّٰهِ، اللّٰه یقْرئكَ السَّلَام.

اللہ کے ولی تجھ پر سلام، اللہ تجھے سلام فرماتا ہے۔

فرشتے اولیاء کو اس حال میں وفات دیتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوتے ہیں اور فرشتے انہیں سلام کرتے ہیں، اللہ کی رحمت، جنت، رضا اور اجر و ثواب کی مبارکباد دیتے ہیں۔ اچھی تعریف خدا و خلق کی طرف سے۔ یہ اللہ کا کلام ہے اس کے خلاف ممکن نہیں۔ (القرطبی، الجامع للاحکام القرآن، ۸/۲۲۹)

☆ اچھے خواب جو مومن کے لیے خوشخبری ہے، فیضانِ نبوت کا انتالیسواں (39) حصہ ہیں۔ فرمایا:

فَمَنْ رایٰ ذٰلك فليخْبُرْبِهَا.

جو ایسے خواب دیکھے، وہ دوسروں کے آگے ان کا ذکر کرے۔

ومن رایٰ سواء ذلك فانما هو من الشيطان ليحزنه فليسنغث عن يساره ثلاثا وليكبر ولا يخبربها احدا. (احمد)

اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے تاکہ اسے غمگین کردے۔ اگر کوئی برا خواب دیکھے تو اُسے چاہیے کہ وہ بائیں طرف تین دفعہ تھوک دے اور اللہ کی بڑائی بیان کرے اور کسی سے بھی اس خواب کا ذکر نہ کرے۔

☆ حضرت ام کریز کعبیہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

ذهبت النبوة وبقيت المبشرات.

نبوت ختم ہوگئی مبشرات باقی ہیں۔

☆ **وقيل المراد بذلك بشرى الملائكة للمومن عنداختصاره بالجنة والمغفرة.**

کہا گیا ہے اس سے مراد فرشتوں کا مرتے وقت مومن کو جنت اور بخشش کی خوشخبری سنانا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ. نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ. نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ. (فصلت،۳۰:۱۴ تا ۳۲)

”جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ مغموم ہو اور اس جنت پر خوشیاں مناؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا ہم تمہارے دوست ہیں، دنیوی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے اس جنت) میں وہ سب کچھ ہے جو تمہارا جی چاہے اور اس میں وہ سب کچھ ہے جو مانگو، یہ مہمانی ہے بخشنے والے مہربان خدا کی طرف سے۔

حضرت براءؓ سے مروی حدیث میں ہے:

ان المومن اذا حضره الموت جاء ه الملائكة بيض الوجوه، بيض الثياب فقالوا اخر جى ايتها الروح الطيبة الى روح وريحان ورب غير غضبان فتخرج من فمه كما تسيل القطرة من فم السقاء واما بشراهم فى الآخرة فكما قال تعالىٰ (لا يحزنهم الفزع الاكبر وتتلقاهم الملائكة هذا يومكم الذى كنتم توعدون) وقال تعالىٰ (يوم ترى المومنين والمومنات يسعى نورهم بين ايديهم وبايمانهم بشراكم اليوم جنت تجرى من تحتها الانهار خالدين فيها ذلك هوالفوز العظيم) وقوله (لا تبديل لكلمت الله) اى هذا الوعد لا يبدل ولا يخلف ولا يغير بل هو مقرر، مثبت كائن لا محالة (ذلك هوالفوز العظيم.)

مومن کے پاس جب موت آتی ہے تو اس کے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں،نورانی سفید چہروں والے، سفید لباس والے اور کہتے ہیں: اے پاک روح! نکل خوشبوؤں و باغوں کی طرف اور رب مہربان کی طرف، تو روح اس کے منہ سے ایسے نکلتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کا قطرہ۔ رہ گئی ان کو آخرت میں خوشخبری تو جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے”وہ بڑی گھبراہٹ ان کو پریشان نہیں کرے گی“ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا تھا۔ اور فرمان باری تعالیٰ”اور جس دن مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں دوڑتا ہوگا، تمہیں مبارک ہو آج کے دن، باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے) اور یہ جو فرمایا ”اللہ کی باتیں بدلا نہیں کرتیں“ یعنی یہ وعدہ نہ بدلے گا، نہ اس کے خلاف ہوگا، نہ تغیر ہوگا، بلکہ پکا ہے، ثابت ہے لازمی ہونے والا (یہی بڑی کامیابی ہے) (علامہ ابن کثیر دمشقی، م ۷۷۴ھ، تفسیر القرآن العظیم،۲:۴۲۴، طبع لاہور)

❁❁❁❁❁

آزادیِ اظہار کا حق انسانی وقار کے تحفظ سے مشروط ہے

کسی کو ایسی سزا نہیں دی جا سکتی جس کی شدت اور انداز انسانی وقار کے منافی ہو: امریکی دستور

یورپی کنونشن، اقوامِ متحدہ کے چارٹر، امریکی دستور کے بل آف رائٹس میں مذہبی آزادی اور عزت و وقار کو تحفظ حاصل ہے

خصوصی تحریر: محمد فاروق رانا

حضور نبی اکرم ﷺ کی ناموس، قرآن مجید اور اسلامی شعائر کو جب مختلف حیلے بہانوں سے نشانہ بنایا جاتا ہے اور تضحیک آمیز رویہ اختیار کیا جاتا ہے تو عام آدمی کے ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے اقدامات کرنے والے اپنی ان حرکتوں کی کیا توجیہ پیش کرتے ہیں اور کیا اُن کی justification کا کوئی جواب ہے؟ محترم قارئین! اِس طرح کے مکروہ اِقدامات کے جواز پر آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کو بطور دلیل پیش کیا جاتا ہے کہ ہر شخص کو یہ آزادی اور حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے، جس کے خلاف چاہے اور جو چاہے کہہ سکتا ہے اور لکھ سکتا ہے۔ لیکن افسوس کہ اپنی اس دلیل کو پیش کرتے ہوئے وہ آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کی حدود و قیود اور خود اپنے دساتیر و اِلہامی کتب میں موجود تعلیمات کو یکسر فراموش کر بیٹھتے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کی اِنہی حدود و قیود کو خود مغربی ممالک کے دساتیر و قوانین اور اُنہی کی شخصیات کے اَقوال کے ذریعے بیان کیا جا رہا ہے۔

اِظہارِ رائے کی آزادی جدید تہذیب و تمدن کا قیمتی اَثاثہ ہے۔ انسانیت نے آزادی کی یہ نعمت صدیوں کی جاں گسل قربانیوں اور مشکلات کے نتیجے میں حاصل کی ہے۔ اگر آزادیِ اِظہارِ رائے کو چند اَخلاقی ضابطوں کا پابند بنا دیا جائے تو اس سے کوئی انسانی حق مجروح نہیں ہوتا کیوں کہ آزادیِ اِظہارِ رائے اگرچہ ہر اِنسان کا بنیادی حق ہے، لیکن یہ حق مطلق و بے مہار نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ایسا دعویٰ کر سکتا ہے۔ حقوق کا معاملہ بالعوض اور بالمقابل (reciprocal) ہوتا ہے اور ان کے اِطلاق کا اِنحصار دوسروں کے بنیادی حقوق کے حوالے سے ہوتا ہے۔ اس سوچ پر اصرار کرنا کہ آزادی کا یہ تحفہ ایک مطلق حیثیت رکھتا ہے اور اس پر کوئی قدغن نہیں ہونی چاہیے، نامناسب بات ہے۔ ممکن ہے کہ ایسا حق دوسرے کی بنیادی انسانی حقوق کی نفی کرتا ہو۔ ہر وہ ملک جو اس 'مہذب اور جمہوری' دنیا کا حصہ دار ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اس نے اِظہارِ رائے کی آزادی کے سلسلے میں اپنی سوسائٹی کے مفادات کے پیشِ نظر اپنی حدود خود متعین کر رکھی ہیں تاکہ مخصوص معاشرتی اِنسانی رویوں کو ایک خاص سطح پر اپنے علاقائی رسوم و رواج، اَخلاق، مسلمہ معاشرتی اَقدار، کلچر اور مذہب کی حفاظت کی بنیاد پر برقرار رکھ سکے۔

ا۔ آزادیِ اِظہارِ رائے، وقارِ اِنسانی کے تحفظ سے مشروط ہے

آزادیِ اِظہارِ رائے بنیادی انسانی حقوق میں سے ہے جسے حقوقِ اِنسانی کے عالمی اِعلامیہ (Universal Declaration of Human Rights)، قانونِ حقوقِ اِنسانی (Bill of Rights) اور بنیادی اِنسانی حقوق کے تمام ممالک کی دستاویزات میں تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ لیکن دنیا کے کئی ممالک کے دساتیر میں اس کے ساتھ ساتھ عزت و

☆ ڈائریکٹر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ

حرمت کو تحفظ دینے والے قوانین کی موجودگی اِس اَمر کا بین ثبوت ہے کہ اِنسانی وقار کی حفاظت بھی بنیادی انسانی حقوق میں شامل ہے۔ جس طرح آزادیِ اِظہارِ رائے بنیادی اِنسانی حقوق میں سے ہے، اُسی طرح اِنسانی وقار کی حفاظت بھی بنیادی اِنسانی حق ہے جس سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔ ذیل میں اس سلسلہ میں عالمی دساتیر اور شخصیات کے حوالے درج کیے جارہے ہیں:

(۱) امریکی دستور

عالمی دساتیر اور قوانین ایسے رویوں کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں جو اِنسانی وقار کو مجروح کرنے کا باعث ہوں؛ حتی کہ امریکی دستور کی آٹھویں ترمیم اِنسانی وقار کے تحفظ کو اس حد تک یقینی بناتی ہے کہ اِس ترمیم کی رُو سے:

A punishment must not by its severity be degrading to human dignity.

’کسی کو کوئی بھی ایسی سزا نہیں دی جاسکتی جس کی شدت اور انداز اِنسانی وقار کے منافی ہو۔‘

اِس تناظر میں کسی اِنسانی رویے کو کیونکر اِس اَمر کی اِجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ کسی کی اِہانت اور بے توقیری کا سبب بنے؟

(۲) سابق سیکرٹری جنرل UN: کوفی عنان

اَقوامِ متحدہ کے سابق سیکرٹری جنرل کوفی عنان (Kofi Annan) نے کہا تھا:

I also respect the right of freedom of speech. But of course freedom of speech is never absolute. It entails responsibility and judgment.

’میں آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کا اِحترام کرتا ہوں لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ حق قطعاً بھی مطلق نہیں ہے۔ یہ حق اِحساسِ ذِمہ داری اور دانش مندی کے ساتھ مشروط ہے۔‘

(۳) سابق برطانوی وزیر خارجہ جیک سٹرا

سابق برطانوی وزیر خارجہ جیک سٹرا (Jack Straw) نے کہا تھا:

There is freedom of speech, we all respect that. But there is not any obligation to insult or to be gratuitously inflammatory. ... There are taboos in every religion. It is not the case that there is open season in respect of all aspects of Christian rites and rituals in the name of free speech. Nor is it the case that there is open season in respect of rights and rituals of the Jewish religion, the Hindu religion, the Sikh religion. It should not be the case in respect of the Islamic religion either. We have to be very careful about showing the proper respect in this situation.

’ہر شخص کو آزادیِ اِظہارِ رائے کا حق حاصل ہے اور ہم اس کا احترام کرتے ہیں لیکن کسی کو بھی توہین کرنے یا بغیر کسی سبب کے اشتعال انگیزی کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ ...... ہر مذہب کے لیے کچھ قابلِ حرمت اُمور ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہ درست نہیں کہ آزادیِ اِظہار رائے کے نام پر عیسائیوں کی تمام مقدس رسوم اور عبادات پر ہر طرح کی تنقید کی جاتی رہے اور نہ ہی اس کی کوئی گنجائش ہے کہ یہودی، ہندو یا سکھ مذہب کے حقوق اور مقدس رسوم کو موردِ الزام ٹھہرایا جائے۔ نہ ہی ایسا رویہ مذہبِ اسلام کے حوالے سے اختیار کیا جانا چاہیے۔ ہمیں اس طرح کی صورت حال میں عزت و احترام کو برقرار رکھنے کے لیے احتیاط کرنا ہوگی۔‘

(۴) سابق ترجمان امریکی محکمہ خارجہ

امریکی محکمۂ خارجہ کے سابق ترجمان کرٹس کوپر (Kurtis Cooper) نے کہا:

We all fully respect freedom of the press and expression but it must be coupled

with press responsibility. Inciting religious or ethnic hatred in this manner is not acceptable.

’ہم سب اظہارِ رائے کی آزادی کے حق کا خوب اِحترام کرتے ہیں لیکن اِسے صحافتی ذمہ داری سے ماورا نہیں ہونا چاہیے۔ مذہبی یا نسلی نفرت کو اِس آڑ میں بھڑکانے کا عمل قابلِ قبول نہیں ہوسکتا۔‘

(۵) سابق فرانسیسی وزیر خارجہ فلپ ڈوسے بلیزی

سابق فرانسیسی وزیر خارجہ فلپ ڈوسے بلیزی (Philippe Douste-Blazy) نے کہا تھا:

The principle of freedom should be exercised in a spirit of tolerance, respect of beliefs, respect of religions, which is the very basis of secularism of our country.

’آزادیِ اظہارِ رائے کے قانون پر عمل برداشت، عقائد اور مذاہب کے احترام کی روح کے ساتھ ہونا چاہیے جو ہمارے ملک کے سیکولرازم کی بنیادی اَساس ہو۔‘

۲۔ اِلہامی کتب اور آزادیِ اِظہارِ رائے

بظاہر آزادیِ اظہارِ رائے کے حق کا بہت غلغلہ ہے لیکن دنیا کا کوئی بھی مذہب مقدس ہستیوں، رسولوں، پیغمبروں اور اللہ کے کلام کی اہانت کی اجازت نہیں دیتا؛ حتیٰ کہ ’کتابِ مقدس (The Bible)‘ کا ’عہد نامہ عتیق (Old Testament)‘ اور ’عہد نامہ جدید (New Testament)‘ دونوں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی توہین سے منع کرتے ہیں۔

مثال کے طور پر ’عہد نامہ عتیق‘ کی کتاب ’اِحبار (Leviticus)، 16-13:24‘، ’اِحبار (Leviticus)، 23:24‘، ’2 سموئیل (2 Samuel)، 14:12‘ میں اور ’عہد نامہ جدید‘ کی کتاب ’متی کی اِنجیل (Matthew)، 32:12‘، ’مرقس کی انجیل (Mark)، 29:3‘ اور ’لوقا کی انجیل (Luke)، 10:12‘ ملاحظہ ہوں۔

اِسلام - جو قدیم آسمانی مذاہب ہی کا تسلسل ہے - نے بھی تمام رسولوں اور پیغمبروں خصوصاً حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اِحترام کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ دنیا کے تمام براہیمی اَدیان نے پیغمبروں کی توہین کی ممانعت کی ہے لیکن ’عہد نامہ عتیق (Old Testament)‘، ’عہد نامہ جدید (New Testament)‘ اور قرآنِ مجید میں پیغمبروں کے اِحترام کی تعلیمات نے کسی بھی شخص کو اظہارِ رائے کی آزادی کے حق سے محروم نہیں کیا۔

۳۔ آزادیِ اِظہارِ رائے بارے وضعی قوانین

آزادیِ اِظہارِ رائے کی حدود و قیود کا تعین کرنا، اسے محدود کرنا نہیں ہے۔ یہ کوئی مطلق حق نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ تمام حقوق ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہیں اور ان کا نفاذ دوسرے کے بنیادی حقوق کے ساتھ مشروط ہوتا ہے۔ یہ تصور غلط ہے کہ کوئی حق مطلق حیثیت رکھتا ہے کیوں کہ ایسا حق دوسرے بہت سے بنیادی انسانی حقوق کو متاثر کرسکتا ہے۔ ہر وہ ملک جو مہذب اور جمہوری ہونے کا دعوے دار ہے، اس نے معاشرتی اور سماجی مفادات کے تناظر میں آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کو مخصوص حدود کا پابند کیا ہے تاکہ انسانی رویے کی ایک مخصوص سطح کو برقرار رکھا جاسکے، چاہے اس پابندی کی بنیاد مقامی رسوم و رواج ہوں یا تہذیب و مذہب ہو؛ لیکن حقیقی مقصد یہی ہے کہ اُن کے اَخلاقی، مذہبی، سماجی اور معاشرتی اَقدار کے تحفظ کو یقینی بنایا جاسکے۔

(۱) دنیا بھر میں قانونِ ہتکِ عزت (law of defamation) کے مطابق آزادیِ اِظہارِ رائے کے مستقل حق کو محدود کیا گیا ہے تاکہ ایک فرد کے حقوق میں توازن پیدا کیا جاسکے۔ اسی طرح ایسے عمل کو، جس سے ایک پورے طبقے کو اذیت پہنچتی ہو، محض اظہارِ رائے کی آزادی کے عنوان کے تحت جواز فراہم نہیں کیا جاسکتا۔

(۲) مزید برآں کئی ممالک میں ان کے دساتیر اور مخصوص قومی اداروں مثلاً: فوج، عدلیہ اور پارلیمان کی توہین کو یا تو غیر

قانونی قرار دیا گیا ہے یا اس رویے کی مذمت کی گئی ہے۔ دنیا بھر میں توہینِ عدالت کا قانون موجود ہے جو واضح طور پر آزادیِ اظہارِ رائے کی حدود متعین کرتا ہے اور اس کی خلاف ورزی کی سزا قید ہے۔ لہٰذا آزادیِ اظہارِ رائے کا حق قطعی طور پر مطلق نہیں ہے بلکہ اسے بنیادی انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھا جاتا ہے۔ لہٰذا کسی بھی طبقے کے جذبات کو مجروح کرنا کسی صورت میں بھی آزادیِ اِظہارِ رائے کے حق کے زُمرے میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔

(۳) دنیا کے کئی ممالک میں واضح طور پر بچوں کی برہنہ تصاویر کی اِشاعت یا مذہبی و نسلی نفرت پھیلانے والے مواد کی اِشاعت پر پابندی عائد ہے۔

(۴) کئی یورپی ممالک میں ہولوکاسٹ (Holocaust) کا اِنکار جرم ہے، حتی کہ آسٹریا، بیلجیم، چیک ری پبلک، فرانس، جرمنی، اسرائیل، لیتھوانیا، پولینڈ، رومانیہ، سلوواکیا اور سوئٹزر لینڈ میں اِس جرم کی سزا جرمانے اور قید دونوں صورتوں میں مقرر ہے۔ دنیا کے کئی ممالک میں اس پر اتفاق اور معاہدہ موجود ہے کہ اس طرح کی پابندی ہرگز اِظہارِ رائے کی آزادی پر پابندی نہیں کیونکہ اس سے ایک مذہبی طبقے کے جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے۔

(۵) اِسی طرح کسی مذہب کی توہین بھی اِرتکابِ جرم ہے کیونکہ اس سے ایک پورے طبقے کو اذیت پہنچتی ہے جس کا اس مذہب پر ایمان ہے۔ سو اس عمل کو کسی بھی طرح کی آزادی کے حق کا جواز فراہم نہیں کیا جانا چاہیے، خصوصاً جب یہ عمل اَمنِ عالم، بین المذاہب ہم آہنگی اور بین الاقوامی تعلقات کے لیے بھی خطرہ کا باعث ہو۔

۴۔ آزادیِ اِظہارِ رائے پر پوپ فرانس کا موقف

پوپ فرانسس (Francis) نے پیرس میں جنوری 2015ء کے دہشت گردانہ حملوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا کہ اظہار رائے کی آزادی میں کچھ ضروری حدود و قیود ہوتی ہیں خصوصاً جب کسی کی مذہبی دل آزاری کی جائے۔ پوپ فرانسس نے مزید کہا:

There are so many people who speak badly about religions or other religions, who make fun of them, who make a game out of the religions of others. They are provocateurs. And what happens to them is what would happen to Dr Gasparri; if he says a curse word against my mother, he can expect a punch. There is a limit. I refuse any form of personal insult, and when the insult is related to religions, they cannot be approved neither at a human, nor at a moral and social level. They do not help the peace in the world, and do not produce any benefit. You cannot provoke. You cannot insult the faith of others. You cannot make fun of the faith of others. [*The Christian Post*, January 15, 2015.]

’بہت سے لوگ مذاہب کے بارے میں بڑی تحقیر آمیز گفتگو کرتے ہیں۔ دوسروں کے مذاہب کا مذاق اڑاتے ہیں اور اِس تحقیر کو اپنا مشغلہ بنا لیتے ہیں۔ یہ لوگ درحقیقت اشتعال دلانے کا کام کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو میرے دوست ڈاکٹر گیسپری (Dr Gasparri) کے ساتھ ہوگا۔ اگر وہ میری ماں کے خلاف کوئی توہین آمیز لفظ بولتا ہے ایسے عمل پر اسے میری طرف سے ایک مُکّے کی توقع ہی کرنی چاہیے۔ ہر کام کی کوئی حد ہوتی ہے۔ مجھے ذاتی بے توقیری قطعاً ناقابل قبول ہے، خصوصاً جب بے توقیری مذہب سے متعلق ہو تو ایسا عمل نہ تو انسانی سطح پر اور نہ ہی اخلاق و معاشرتی سطح پر قبول کیا جاسکتا ہے۔ ایسا کرنے والے دنیا میں امن برقرار رکھنے کی کوئی مدد نہیں کرتے اور نہ ہی دنیا کے

لئے خود کو منفعت بخش ثابت کرتے ہیں۔ کسی کو اشتعال دلانا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ آپ کو دوسروں کے اعتقادات کی تحقیر کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ کو دوسروں کے عقائد کے مذاق اڑانے کا کوئی حق نہیں ہے۔‘

۵۔ اَقوامِ متحدہ کا چارٹر

اِنفرادی عزت و وقار اور مذہبی آزادی کا تحفظ ایسے بنیادی اِنسانی حقوق ہیں جنہیں دنیا بھر میں قانونی تحفظ حاصل ہے۔ دنیا کے مختلف ممالک کے دساتیر و قوانین کے ساتھ ساتھ اَقوامِ متحدہ کے چارٹر نے بھی اِن حقوق کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے چارٹر کے پہلے آرٹیکل کی شق نمبر 3 میں اِن حقوق کو ان الفاظ میں تسلیم کیا گیا ہے:

To achieve international co-operation in solving international problems of an economic, social, cultural, or humanitarian character, and in promoting and encouraging respect for human rights and for fundamental freedoms for all without distinction as to race, sex, language, or religion.

’یہ قرار دیا جاتا ہے کہ معاشی، سماجی، ثقافتی اور اِنسانی نوع کے عالمی مسائل و تنازعات کے حل کے لیے اور انسانی حقوق کے اِحترام کے فروغ و حوصلہ اَفزائی کے لیے اور تمام بنی نوع انسان کے لیے نسل، جنس یا مذہب کی تفریق کے بغیر بنیادی اِنسانی حقوق کے تحفظ کی خاطر عالمی برادری کا تعاون حاصل کیا جائے گا۔‘

٦۔ یورپی کنونشن

حقوق انسانی کے یورپی کنونشن کے آرٹیکل نمبر 9 میں قرار دیا گیا ہے کہ:

Freedom to manifest one's religion or beliefs shall be subject only to such limitations as are prescribed by law and are necessary in a democratic society in the interests of public safety, for the protection of public order, health or morals, or for the protection of the rights and freedoms of others.

’کسی فرد کے مذہب اور عقیدہ کے اظہار کی آزادی صرف قانون میں بیان کی گئی حدود کے ساتھ مشروط ہو گی اور یہ ایک جمہوری معاشرے میں عوامی تحفظ کے حصول، امن عامہ کے قیام، صحت اور اخلاقیات کے تحفظ اور دوسرے افراد معاشرہ کے حقوق اور آزادیوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہے۔‘

۷۔ امریکی دستور کا بل آف رائٹس

امریکہ کے دستور کے بل آف رائٹس (Bill of Rights) کی ترمیم نمبر 1 میں کہا گیا ہے:

Congress shall make no law respecting an establishment of religion, or prohibiting the free exercise thereof; or abridging the freedom of speech, or of the press; or the right of the people peaceably to assemble, and to petition the government for a redress of grievances.

’کانگریس کسی مذہبی ادارہ یا اس کے آزادانہ مذہبی عمل کرنے سے منع کرنے سے متعلق یا آزادیٔ تقریر و اخبارات پر قدغن لگانے سے متعلق یا لوگوں کے پر امن اجتماع منعقد کرنے اور مسائل کے حل کے لیے حکومت کو عرض داشت کرنے کے خلاف کوئی قانون نہیں بنائے گی۔‘

۸۔ ممانعتِ اہانتِ مذہب پر قانون سازی کرنے والے ممالک

بعض امریکی ریاستوں کی دستوری کتب میں اِہانتِ

مذہب کے قوانین موجود ہیں۔ Massachusetts کا باب 272 سیکشن 36 بیان کرتا ہے:

Whoever wilfully blasphemes the holy name of God by denying, cursing or contumeliously reproaching God, his creation, government or final judging of the world, or by cursing or contumeliously reproaching Jesus Christ or the Holy Ghost, or by cursing or contumeliously reproaching or exposing to contempt and ridicule, the holy word of God contained in the holy scriptures shall be punished by imprisonment in jail...

'جو کوئی ارادتاً خداوند کے پاک نام کی گستاخی یا اس کی خلاّقی، حکومت، آخرت کے انکار، اہانت، ملامت کی صورت میں کرے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مقدس روح کی قابل نفرت انداز میں ملامت کرے یا مضحکہ اُڑانے کی صورت میں اہانت کرے یا خدا کے پاک نام (جو عہد نامہ قدیم و جدید میں درج ہے) کی تضحیک کرے کی سزا جیل کی سلاخیں ہیں۔'

ممانعتِ اِہانت پر قانون سازی کرنے والے دیگر ممالک درج ذیل ہیں:

i. آسٹریا: کریمینل کوڈ (Criminal Code) کا آرٹیکل نمبر 188 اور 189

ii. فن لینڈ: تعزیراتی قانون (Penal Code) کے باب نمبر 17 کا جزو نمبر 10

iii. جرمنی: کریمینل کوڈ (Criminal Code) کا آرٹیکل نمبر 166

iv. نیدر لینڈز: کریمینل کوڈ (Criminal Code) کا آرٹیکل نمبر 147

v. اسپین: کریمینل کوڈ (Criminal Code) کا آرٹیکل نمبر 525

vi. آئیر لینڈ: اس کے آئین کے آرٹیکل نمبر 40.6.1.i کے تحت توہین آمیز مواد کی اِشاعت ایک جرم قرار ہے؛ جب کہ 1989ء کے Prohibition of Incitement to Hatred Act کے تحت کسی خاص مذہبی گروہ کے خلاف نفرت انگیز مواد کی اِشاعت بھی جرم قرار دے دی گئی ہے۔

vii. کینیڈا: کریمینل کوڈ (Criminal Code) کا سیکشن نمبر 296

viii. نیوزی لینڈ: 1961ء کے نیوزی لینڈ کرائمز ایکٹ (New Zealand Crimes Act) کا سیکشن نمبر 123

ix. مسیحی دنیا میں کلیساؤں کو مقدس مقام کا درجہ حاصل ہے اور بعض یورپی ممالک میں اِس تقدس کو آئینی تحفظ بھی حاصل ہے۔ اس کی ایک مثال ڈنمارک کا دستور ہے، جس کے سیکشن نمبر 4 (State Church) کے مطابق 'Evangelical Lutheran Church کو ڈنمارک کا سرکاری کلیسا قرار دیا جائے گا اور یوں اسے ریاست کی مکمل حمایت حاصل ہوگی'۔

۹۔ نفرت انگیز تقاریر و گفت گو کے خلاف قوانین

یہاں یہ اَمر قابلِ ذکر ہے کہ بہت سے یورپی ممالک میں صرف مذاہب کی توہین سے روکنے والے قوانین پہلے ہی رائج اور نافذ ہیں، جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں؛ بلکہ دنیا بھر میں نفرت انگیز تقاریر و گفتگو کے خلاف قوانین بھی موجود ہیں۔ ان ممالک میں برازیل (Brazil)، کینیڈا (Canada)، چلی (Chile)، یورپی کونسل (Council of Europe)، کروشیا (Croatia)، ڈنمارک (Denmark)، فِن لینڈ (Finland)، فرانس (France)، جرمنی (Germany)، آئس لینڈ (Iceland)، بھارت (India)، آئر لینڈ (Ireland)، نیدر لینڈز (Netherlands)، نیوزی لینڈ (New Zealand)، ناروے (Norway)، پولینڈ (Poland)، سنگاپور (Singapore)، جنوبی افریقہ

(South Africa)، سویڈن (Sweden) اور سوئٹزرلینڈ (Switzerland) وغیرہ بطور خاص قابل ذکر ہیں۔

درج بالا قوانین اور ان کے نتیجے میں ہونے والے فیصلوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آزادیِ اظہارِ رائے کا حق بنیادی انسانی حق ہے لیکن یہ دوسری آزادیوں کی طرح ایک اضافی اور مشروط آزادی ہے۔

۱۰۔ اسلام اور آزادیِ اظہارِ رائے

اسلام اور اس کے بنیادی عقائد کے بارے میں ہزاروں کتابیں اور اخباری مضامین تاحال شائع ہو چکے ہیں جن میں اسلام اور اس کے بنیادی عقائد پر تنقید کی گئی ہے لیکن مسلمان علمی مباحثے پر کبھی اعتراض نہیں کرتے کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ عمل اسلام کے بارے میں جاری مباحثے کا حصہ ہے اور یہ سب کچھ آزادیِ اظہارِ رائے کی حدود کے اندر ہے۔ آج دنیا میں اخبارات میں ایسے لاتعداد مضامین شائع ہو رہے ہیں جن میں اسلام کی غلط تعبیرات پیش کی جاتی ہیں بلکہ اکثر اوقات تو اسلام اور اس کے قوانین کے بارے میں مبینہ انداز میں مکمل جھوٹ پر مبنی مبالغہ آمیز کہانیاں بھی بیان کی گئی ہیں، لیکن مسلمان انہیں نہ صرف برداشت کرتے ہیں بلکہ رواداری کا رویہ بھی اپنائے ہوئے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لبرل جمہوریتوں پر مبنی جن معاشروں میں رہ رہے ہیں یہ سب کچھ ان کا جزوِ لاینفک ہے۔

لیکن جب اِظہارِ رائے کی آزادی کے اس حق کا غلط طور پر استعمال کرتے ہوئے اسلام کی سب سے مقدس ترین آسمانی کتاب قرآن اور مقدس ترین ہستی صاحبِ قرآن ﷺ کی واضح طور پر توہین کی جاتی ہے تو اس سے لازمی طور پر مسلمانوں میں اِضطراب اور اِشتعال پیدا ہوگا۔

ان تمام تفاصیل سے واضح ہوتا ہے کہ اگر برداشت، رواداری اور بقاے باہمی کے عالمی متفقہ اُصول کونظر انداز کر دیا جائے اور اَخلاقی اور مذہبی اَقدار کی بے توقیری کی جائے تو اَمنِ عالم کی موجودہ صورت حال بدتر ہو جائے گی اور دنیا میں موجود تناؤ کوختم کرنے کی تمام کوششیں بے سود ہوکر رہ جائیں گی۔ آج اِس اَمر کی شدید ضرورت ہے کہ اِس خوف ناک اور پریشان کن صورتِ حال کے خاتمے کے لیے فوری اِقدامات کیے جائیں۔

☆☆☆☆☆

قائد ڈے نمبر فروری 2021ء

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 70 ویں سالگرہ کے موقع پر حسبِ روایت امسال بھی ماہنامہ منہاج القرآن قائد ڈے نمبر شائع کرنے کا اعزاز حاصل کررہا ہے۔ یہ شمارہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قومی و بین الاقوامی سطح پر امن و محبت کے فروغ اور بیداریٔ شعور کیلئے کی جانے والی ہمہ جہتی خدمات پر مشتمل ہوگا۔

اس سلسلے میں آپ بھی ماہنامہ منہاج القرآن کو اپنی خصوصی معیاری تحریریں بھجواسکتے ہیں۔ علاوہ ازیں قائد ڈے کے موقع پر آپ کی طرف سے **مبارکبادی پیغامات** کی صورت میں اشتہارات کی بکنگ بھی جاری ہے۔

آپ اپنی تحریر، مضامین اور اشتہارات سے متعلقہ اشاعتی مواد مورخہ یکم جنوری 2021ء تک ماہنامہ منہاج القرآن 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور ارسال کرسکتے ہیں۔

فون: 042-111-140-140 Ext-128، mqmujallah@gmail.com

37 ویں عالمی میلاد کانفرنس

جملہ مکاتبِ فکر اور مذاہب کی نمائندہ شخصیات کی شرکت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ''انسانی رشتوں کا احترام'' کے موضوع پر فکر انگیز گفتگو

رپورٹ: محبوب حسین

تحریک منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام منعقدہ 37 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلامِ الٰہی سے ہوا جس کی سعادت محترم قاری سید خالد حمید کاظمی نے حاصل کی۔ نقابت کے فرائض محترم وقاص احمد قادری، محترم انعام مصطفوی، محترم منہاج الدین قادری نے انجام دیئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی سعادت محترم مرغوب احمد ہمدانی، محترم عبدالرؤف روفی، محترم اختر حسین قریشی، محترم افضل نوشاہی، محترم ظہیر بلالی و سمیع بلالی برادران، محترم شہزاد برادران، محترم نور احمد نور (UK)، محترم اویس رضا کموکا، محترم محمد عمر بٹ، محترم سید ذیشان شاہ، محترم صغیر احمد نقشبندی نے حاصل کی۔ محترم صاحبزادہ تسلیم احمد صابری نے اپنے مخصوص انداز میں کلام پیش کیا۔

عالمی میلاد کانفرنس کے مہمانِ خصوصی محترم حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ (مرکزی سیکرٹری جنرل جماعتِ اہلِ سنت پاکستان) تھے۔ دیگر مہمانانِ گرامی میں محترم پیر سید احمد مسعود دیوان (آستانہ عالیہ پاکپتن شریف)، محترم علامہ محمد امین شہیدی (مجلس وحدت المسلمین)، محترم سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (متحدہ جمعیتِ اہلِ حدیث پاکستان)، محترم سید حسنین گیلانی، نور علاؤالدین قادری، محمد رضی نیازی، پاکستان ہندو دھرم کونسل سے پنڈت مانگت رام شرما، رتن لال آریہ، سردار گوپال سنگھ چاولہ (چیئرمین پنجابی سکھ سنگت)، مسیح برادری سے ریورنڈ ڈاکٹر مجید ایبل (ماڈریٹر پریس بیٹرین چرچ آف پاکستان) اور ریورنڈ عمانوئیل کھوکھر شامل تھے۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم خرم نواز گنڈا پور، محترم بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان، جملہ نائب ناظمین اعلیٰ، جملہ سربراہان فورمز و شعبہ جات اور دیگر مرکزی قائدین تحریک منہاج القرآن بھی سٹیج کی زینت بنے۔

کانفرنس میں درج ذیل احباب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا:

خطبہ استقبالیہ: محترم خرم نواز گنڈا پور

ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن محترم خرم نواز گنڈا پور نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے معزز مہمانانِ گرامی قدر کا کانفرنس میں شرکت کرنے پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے محترم محمد جواد حامد (ڈائریکٹر نظامتِ اجتماعات) کی نگرانی میں کانفرنس کے انتظام و انصرام میں حصہ لینے والی جملہ کمیٹیوں کو مبارکباد بھی پیش کی۔ ناظم اعلیٰ نے جشنِ عید میلاد النبی ﷺ منانے کی ضرورت و اہمیت اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

آج کے دور میں عشقِ رسول ﷺ کے اعادہ کی پہلے سے کئی بڑھ کر ضرورت ہے۔ پوری دنیا میں اسلام کے خلاف ایک یلغار ہورہی ہے۔ مذہبی انتہا پسندی، ایک دوسرے کے ادیان اور ایک دوسرے کے اکابرینِ دین کا لحاظ نہ کرنے کی فضا پیدا ہوگئی ہے۔ ان حالات میں اقوامِ متحدہ کے چارٹر میں موجود ان آرٹیکلز پر عمل درآمد کرانا ضروری ہے جن کے تحت ادیان کے درمیان باہمی ربط

اور باہمی رواداری کو فروغ ملے اور ایک دوسرے کے اکابرین کے لیے سخت زبان استعمال کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔

اس کانفرنس کے ذریعے ہم اقوامِ متحدہ سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ایسی قرار داد اور ایسے قوانین لائے جو کہ کسی کے دین کی سب سے اہم ہستی کے خلاف نازیبا کلمات اور ان کی تضحیک و توہین کو ممنوع قرار دے۔ یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے کیونکہ مسلمان دنیا کے ہر ملک میں رہتے ہیں اور اگر ان کے جذبات کو اس طریقے سے اشتعال دلایا گیا تو پھر اقوامِ عالم کے اندر باہمی رواداری کی فضا کو دھچکا لگے گا اور ممالک کے اندر کی فضا عدم رواداری، عدم تعاون اور تشدد کی طرف جائے گی۔

ہمیں ہمارے رہنما، ہمارے قائد، ہمارے مربی شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہرالقادری نے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا جو سبق سکھایا ہے، شاید پاکستان میں کسی اور تحریک نے اس مضبوطی اور استقامت سے اس پیغامِ محبت و ادب کو فروغ نہ دیا ہو۔ شیخ الاسلام نے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی شمع نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں جلائی ہے۔ ہم علمی اور فکری محاذ پر پُرامن طریقے سے حضور نبی اکرم ﷺ کی ناموس کی حفاظت کا فریضہ پہلے بھی سرانجام دے رہے ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ اپنی ان کاوشوں کو جاری و ساری رکھیں گے۔

محترم المقام حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ صاحب

(مرکزی سیکرٹری جنرل جماعتِ اہل سنت پاکستان)

تہذیبوں کے گہواروں سے بہت دور اور تمدنوں کے مراکز سے بہت بعید ریتلی اور تپتی ہوئی زمین پر ایک ایسا خاندان جو شرافت کی اقدار کا امین تھا، ان کے ایک بے زر گھر کے اندر اللہ تعالیٰ نے عظیم نعمت حضور نبی اکرم ﷺ کی صورت میں عطا فرمائی۔ آج ساری کائنات ان کی ولادت کی خوشیاں منارہی ہے۔ اس موقع پر آپ تمام احباب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میں نابغۂ عصر، عبقریِ دوراں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دامت برکاتہم القدسیہ کے حضور حرفِ سپاس پیش کرتا ہوں کہ جو قرض امتِ مسلمہ پر قرض تھے، آپ نے پوری دنیا میں وہ قرض ادا کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔

میں بہت تنظیموں کو دیکھ چکا ہوں اور بڑی بڑی تنظیموں کا ذائقہ بھی چکھا ہے لیکن میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ جو ثباتِ نفسی اور ٹرسٹ و اعتماد ڈاکٹر صاحب کے کارکنوں میں ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کے پاس محبت کی دولت نہیں ہوتی وہ کسی تحریک کو کامیاب و کامران نہیں کرسکتے۔ مجھے منہاج القرآن کے کارکنوں اور وابستگان کی آنکھوں میں ایک روشنی نظر آتی ہے۔ ان کے ماتھے پر اور تکلم میں ایک نور موجود ہے جو اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ آپ کے مربی اور آپ کے مرشد ڈاکٹر طاہرالقادری نے آپ کی محبتوں کا جواب پیار سے دیا ہے۔

آج گلی گلی، کوچہ کوچہ، کوبکو اور روح بہ روح اگر یارسول اللہ ﷺ کے نعرے سنائی دے رہے ہیں تو دراصل یہ ڈاکٹر صاحب کے سینے کا فیض ہے جو لاکھوں، کروڑوں لوگوں کو فیضیاب کرچکا ہے۔ ان شاء اللہ یہ محبتیں تھمیں گی نہیں جب تک محبتِ رسول ﷺ کے نور سے اس کرۂ ارضی کی ہر شے منور نہ ہوجائے۔

میں آپ لوگوں کی چالیس سالہ تاریخ پڑھ رہا ہوں کہ آپ لوگ کس طرح صبح و شام مصروفِ عمل ہیں، آپ لوگوں کے سینے اگر مدینہ بنے ہوئے ہیں تو یہ ڈاکٹر صاحب کی تربیت کا اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کی سرپرستی ہم سب کے سروں پر قائم رکھے۔ آج دین کی تبلیغ اور اسلام کے پیغام کو عام کرنے کے لیے لائق، ذہین اور عبقری لوگ درکار ہیں۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت آپ کو عطا کر رکھی ہے۔

میں آج ایک عرصہ کے بعد اس سٹیج پر آیا ہوں۔ بعض اوقات سپاہ و لشکر کسی کو فتح نہیں کرسکتے لیکن چند لفظ فتح کرلیتے ہیں۔ آپ نے آلِ رسول ﷺ اور خاندانِ رسول ﷺ کے لیے جن محبتوں کا اظہار کیا ہے، آپ کے ان چند الفاظ نے ہمارے دلوں کو خرید لیا ہے۔ میں ہی نہیں بلکہ اس دھرتی پر جتنے سادات ہیں، آپ کی بات اور آپ کی حکمتیں ان تک پہنچ گئی ہیں۔ اب آپ اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھیں، یہ محبتوں کے قافلے اب منزل کی طرف بڑھتے رہیں گے۔ حال ہی میں بی بی پاک ؓ کی جو توہین کی گئی اور آپ نے جس جرأتمندانہ طریقے کے ساتھ اس مسئلہ کا علمی و فکری جواب دیا، وہ آپ ہی کا کام تھا۔

مجھے امید ہے کہ آپ کی توجہ بہت سارے مسائل حل

کرسکتی ہے۔ میری ایک خواہش ہے کہ بدلتے ہوئے حالات کے تناظر میں جب اقوام نئی صف بندیاں کررہی ہیں، اگر آپ کوشش کریں تو دنیا کے جتنے سربراہانِ مملکت ہیں، ان کے نام حضور ﷺ کی سنت کے مطابق نئے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے خط لکھیں، جن پر اکابرینِ ملت کے دستخط ہوں اور اس خط میں اسلام مخالف پروپیگنڈے کا سدِ باب کرتے ہوئے حقائق بیان کریں تاکہ دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکے۔

ڈاکٹر صاحب! میرے پاس وہ الفاظ نہیں میرے پاس صرف دل کی دھڑکنیں ہیں، میرے پاس خلوص کی دولت ہے، میرے پاس دعائیہ کلمات ہیں، میرے پاس مصطفیٰ ﷺ کی اولاد میں سے ہونے کا شرف ہے، میں یہ ساری دولت آپ کے نام کرتا ہوں اور ان شاء اللہ یقین دلاتا ہوں کہ آپ نے پہلے بھی بڑا علمی اور روحانی کام کیا اور اللہ آپ کو مزید توفیق سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعوتِ تحریک کو مزید پھیلائے اور آپ کو اور زیادہ نور عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتیں عطا کررکھی ہیں، ان شاء اللہ آپ کی صلاحیتوں اور آپ کے کارکنوں کے جذبات کی روشنی میں یہ قافلہ ضرور منزل پائے گا۔

محترم علامہ محمد امین شہیدی (مجلس وحدت المسلمین)

آج تحریک منہاج القرآن کا یہ پلیٹ فارم تمام مکاتبِ فکر کے علماء کی نمائندگی کررہا ہے۔ جب عشقِ رسول ﷺ اور محبتِ رسول ﷺ کے اظہار میں مسالک اور مکاتبِ فکر کی تمیز مٹ جاتی ہے اور تمام امت ایک کلمہ کے گرد طواف کرتے ہوئے یا محمد ﷺ! یارسول اللہ ﷺ! کہتے ہوئے میدان میں اترتی ہے تو پھر پوری دنیا کو پتہ چل جاتا ہے کہ چاہے وہ جتنی بھی کوشش کرلیں، وہ نبی ﷺ کی محبت کو دلوں سے ختم نہیں کرسکتے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا چلا جائے گا یہ عشق، محبت اور مودّت مزید آگے بڑھتی چلی جائے گی۔

ہم ان شاء اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے گرد طواف کرتے رہیں گے اور جب تک روئے زمین پر آخری کلمہ گو باقی ہے، ہم اپنے نبی پاک ﷺ کے تقدس پر ایک آنچ تک نہیں آنے دیں گے۔ اس لیے کہ نبی پاک ﷺ ہماری جان بھی ہیں، ہماری آن بھی ہیں، ہماری ہر چیز نبی کریم ﷺ سے ہے اور اگر نبی پاک ﷺ کی حرمت نہیں ہے تو پھر ہم کچھ بھی نہیں ہیں۔ آج کے اس مقدّس اجتماع کے انعقاد پر میں آپ کو مبارکباد پیش کروں گا کہ آپ نے یہ گلدستہ سجا کر عالمِ مغرب کو آج کی رات ایک بہت بڑا پیغام دیا ہے کہ جب بھی پاکستان کے اندر محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت، مودّت اور تقدّس کا سٹیج سجے گا تو اس سٹیج پر تمام مکاتبِ فکر نہ صرف اکٹھے نظر آئیں گے بلکہ ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نبی کریم ﷺ کی حرمت کا دفاع بھی کریں گے۔

محترم سید ضیاء اللہ شاہ بخاری (متحدہ جمعیتِ اہلِ حدیث پاکستان)

اس عظیم الشان، فقید المثال میلاد کانفرنس کا یہ عظیم ماحول، جذبہ، والہانہ لگاؤ، گہری وابستگی اور تعلق دیکھ کر میں دل کی گہرائیوں سے آپ کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں اور سچی بات یہ ہے کہ میں یوں محسوس کررہا ہوں اور آپ کے جذبات کو دیکھ کر مجھے یقین ہے کہ عالمِ کفر جتنی مرضی مذموم کوششیں کرلے، وہ کسی بھی صورت امتِ مسلمہ کے دلوں سے محبت و عشقِ مصطفیٰ ﷺ کو ختم کرنا تو دور کی بات، کم بھی نہیں کرسکتا۔

میں ڈاکٹر طاہرالقادری صاحب کی حکمت، فراست اور بصیرت کو داد دیئے بغیر رہ نہ سکا کہ میلاد کانفرنس میں ایک اہل حدیث کو بلایا۔ آپ جس بصیرت، فراست، حکمت، دانائی اور وسعت و جامعیت کے ساتھ محبتِ رسول ﷺ اور سیرتِ نبوی ﷺ کے پیغام کو عام کررہے ہیں، یہ آپ ہی کا خاصہ ہے اور ان شاء اللہ آپ کی بات اور حکمت عنقریب بہت جلد پوری امت کی مشترکہ آواز ہوگی۔

ڈاکٹر صاحب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ صلاحیتیں اور ایک مخلص ٹیم عطا کررکھی ہے، لوگوں کے دلوں میں آپ کا احترام اور محبت بھی موجود ہے، بین الاقوامی برادری میں بھی آپ کا تشخص اور شناخت موجود ہے، میں ان ساری چیزوں کی بنیاد پر آپ کو یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان شاء اللہ نبی پاک ﷺ کی ناموس کی حرمت اور حفاظت کے لیے، تقدّس اور تحفظ کے لیے دامے، درمے، قدمے، سخنے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیت، بصیرت اور فراست

کے ساتھ پہلے بھی کئی معاملات طے کیے ہیں، میں توقع رکھتا ہوں کہ عالمی سطح پر ناموسِ رسالت ﷺ کے حوالے سے بھی قانون سازی کے لیے آپ اپنا کردار ادا کریں گے۔

☆ ڈائریکٹر انٹرفیتھ ریلیشنز منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم سہیل احمد رضا کی دعوت پر پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں کی نمایاں شخصیات بھی عالمی میلاد کانفرنس میں شریک ہوئیں اور اظہار خیال کیا۔ ذیل میں ان شخصیات کے خیالات کا خلاصہ نذرِ قارئین ہے:

محترم پنڈت مانگت رام شرما (پاکستان ہندو دھرم کونسل)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ وہ ہستی ہیں جنہوں نے امن کا درس دیا۔ آپ ﷺ صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے امن کا درس لے کر اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ صرف ایک جماعت، ایک فرقے یا ایک خطے کے لیے رحمۃ للعالمین نہیں ہیں بلکہ تمام جہانوں کے لیے رحمۃ للعالمین ہیں۔

میں تمام پاکستان میں بسنے والی اقلیتوں بالخصوص ہندو کمیونٹی اور پوری کائنات میں بسنے والے تمام اہلیانِ دل کی طرف سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں کوئی بھی شخص کمی نہیں لاسکتا، کیونکہ ان کی عصمت کی حفاظت و اعلیٰ مرتبے کا وعدہ خود خدا نے ان سے فرمایا ہے۔ آج حضور نبی اکرم ﷺ کی بے حرمتی و بے ادبی پر جہاں تمام امتِ مسلمہ پریشان ہے وہاں تمام اہلِ دل اور ہندو برادری بھی پریشان ہے۔ میں تمام ہندو برادری کی طرف سے اس اقدام کی پرزور مذمت کرتا ہوں۔

محترم سردار گوپال سنگھ چاولہ (چیئرمین پنجابی سکھ سنگت)

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جنم دن کی میں تمام مسلمانوں کے ساتھ ساتھ تمام انسانیت سے پیار کرنے والوں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حضور پاک ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جو کسی ایک مذہب کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے رحمت ہیں۔ حضور پاک ﷺ کی شان کو ہم بیان نہیں کرسکتے، اگر پورے سمندر کو سیاہی بنائیں اور پوری دنیا کے درختوں کو قلم بنائیں تو بھی آپ ﷺ کی شان بیان نہیں کرسکتے۔ ہر ذی شعور شخص محمد ﷺ کے انسانیت پر احسانات اور بھلائیوں کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

تحریک منہاج القرآن کی طرف سے ہم آہنگی کی بہت بڑی مثال آج کا یہ اجتماع ہے۔ تحریک کے لوگ ہمارے گرو کے جنم دن منانے میں شریک ہوتے ہیں، لہٰذا ہمارا بھی حق بنتا ہے کہ ہم بھی آج اس ہستی جو سب کے لیے ہے، اس کے جنم دن منانے کا شرف حاصل کریں۔

میں دنیا کو ایک پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اگر دنیا میں امن، محبت، بھائی چارہ، خلوص قائم کرنا چاہتے ہو اور دنیا سے نفرت، فساد، خودغرضی اور جھوٹ مٹانا چاہتے ہو تو اس کا واحد راستہ یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ کے راستے پر چلو جو اس راستے پر چلے گا وہی کامیاب ہوگا۔

محترم ریورنڈ ڈاکٹر مجید ایبل (ماڈریٹر پریسبٹرین چرچ آف پاکستان)

بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے حالات میں مذاہبِ عالم کے مابین احترامِ مذہب کے کلچر کو فروغ دینا ناگزیر ہے۔ پیغمبرِ اسلام نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں اہل مسیحیت کے ساتھ تاریخی معاہدات کر کے دونوں مذاہب کے پیروکاروں کو قیامت تک باہمی احترام کے رشتے میں جوڑا ہے۔ بالخصوص طورِ سینا مصر کے مقدسہ کیتھرین کے راہبوں کیساتھ تحریری معاہدہ اس کی تاریخی مثال ہے۔

پاکستان کی مسیحی برادری پیغمبرِ اسلام ﷺ کی اہانت پر سراپا احتجاج ہے اور اس طرح کے غیرذمہ دارانہ اور احمقانہ بیانات کی مذمت کرتی ہے۔ امنِ عالم کی خاطر اسلاموفوبیا کے بڑھتے ہوئے واقعات کو روکنا لازم ہے۔ ایسے اقدامات کرنے والوں کو مسلمانوں سے معافی مانگنی چاہیے اور تہذیبی تصادم کے بڑھتے ہوئے واقعات کی روک تھام کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ آزادیٔ اظہارِ رائے کی کچھ حدود ہیں، جب یہ حدود پامال ہوں گی تو دنیا کا امن خطرے میں پڑے گا۔ مذاہبِ عالم کو ایک دوسرے کے احترام کی روش اپنانا ہوگی اور پرامن بقائے باہمی کے اصول پر قریب آنا ہوگا۔

محترم ریورنڈ عمانویل کھوکھر (رائیونڈ ڈائسر پاکستان)

میں چرچ پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے پریذیڈنٹ بشپ کی طرف سے بھی عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اس سال کی یہ 37 ویں عالمی میلاد کانفرنس ہم سب کے لیے اور ملک پاکستان اور دنیا کے لیے

امن، صلح، سلامتی اور انصاف کا سبب ٹھہرے۔ کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری صاحب کی کاوشوں کا وسیلہ ہے کہ انہوں نے اکٹھے ہنسنا اور اکٹھے رونا سکھادیا ہے۔

ڈاکٹر طاہرالقادری نے ہم سب کو ایک جیسا بنادیا ہے۔ پہلے ہم اپنے اپنے تہوار منایا کرتے تھے لیکن اب ہماری خوشیاں، ہمارے تہوار ایک ہیں اور ان محبتوں کو ہم ایک دوسرے کے ساتھ بانٹتے ہیں تاکہ نفرتیں ختم ہوں اور ہمارے ملک میں صلح اور سلامتی ہو اور یہ ملک پاکستان دنیا میں امن کے حوالے سے پہچانا جائے۔

فورمز کے صدور کے خطابات

عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر تحریک منہاج القرآن کے جملہ فورمز کے صدور و ناظمین نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اِن میں محترم علامہ امداد اللہ خان قادری (صدر علماء کونسل)، محترم مظہر محمود علوی (صدر یوتھ لیگ)، محترم محمد عرفان یوسف (صدرMSM) اور محترمہ سدرہ کرامت (ناظمہ ویمن لیگ) شامل ہیں۔

شیخ الاسلام کی نئی آنے والی کتب

سینئر ریسرچ سکالرمحترم عین الحق بغدادی نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی درج ذیل نئی شائع ہونے والی کتب کا تعارف پیش کیا:

☆ قدر شناسی رسول ﷺ اور معرفتِ مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر نئے سلسلہ تصنیف "کَاَنَّکَ تَرَاهُ ﷺ" (دیکھو! سرکار ﷺ کیسے ہیں) کی درج ذیل چار کتب منظرِ عام پر آئیں:

۱۔ خلقِ عظیم کا پیکرِ جمیل ﷺ

أَطْيَبُ الشِّيَمِ مِنْ خُلُقِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ﷺ

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا پیکرِ جمال

أَطْيَبُ السُّوْلِ فِي شَمَائِلِ الرَّسُوْلِ ﷺ

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے خصائل مبارکہ

اَلْأَنْوَارُ فِي خِصَالِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ ﷺ

۴۔ جامع کلماتِ نبوی ﷺ

اَلْمَحْصُوْلُ فِيْ جَوَامِعِ كَلِمِ الرَّسُوْلِ ﷺ

☆ علاوہ ازیں درج ذیل کتب بھی منصۂ شہود پر آئیں:

۵۔ نبوتِ محمدی ﷺ کا آغاز کب ہوا؟

(اَلتَّذْكِرَةُ السَّنِيَّةُ فِي بَدْءِ النُّبُوَّةِ الْمُحَمَّدِيَّةِ ﷺ)

۶۔ سلسلہ تعلیماتِ اسلام: 9 (نکاح اور طلاق) (نیا ایڈیشن)

۷۔ سلسلہ تعلیماتِ اسلام: 13 (دعوت وتبلیغ دین میں خواتین کا کردار)

☆ محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی درج ذیل دو تصانیف بھی عالمی میلاد کانفرنس کے موقع پر شائع ہوکر منظرِ عام پر آئیں:

۱۔ منہاج السالکین (اصلاحِ احوال اور روحانی تربیت وترقی کا نصاب)

۲۔ فلسفۂ آواگون اورنفوسِ سبعہ

خطاب: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

تحریک منہاج القرآن کے زیراہتمام مینارِ پاکستان کے گراؤنڈ میں منعقدہ 37 ویں عالمی میلاد کانفرنس سے اپنے خطاب کے آغاز میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کہا کہ حضور نبی اکرم نبی آخرالزماں ﷺ، پیغمبرِ امن و سلامتی اور رحمۃ للعالمین ہیں، انہوں نے انسانیت کو اخوت، محبت، اعتدال اور رواداری کی تعلیم دی۔ میں اہانت آمیز خاکوں کی اشاعت کے خلاف اقوامِ متحدہ سمیت دنیا کے تمام سربراہانِ مملکت کو خط لکھوں گا کیونکہ ہر مذہب میں پیغمبرانِ خدا کی اہانت ایک جرم اور گناہ ہے۔ اس موقع پر شیخ الاسلام نے عالمی میلاد کانفرنس کے ہزاروں شرکاء کے ہمراہ ایک منٹ کیلئے کھڑے ہوکر خاکوں کے خلاف اپنا پُرامن احتجاج ریکارڈ کروایا۔

عالمی میلاد کانفرنس سے حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کی روشنی میں ''انسانی رشتوں کا خیال رکھنا اور خلق عظیم'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے کہا کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو نرم جو بنایا ہے۔ آپ ﷺ اللہ رب العزت کی رحمت کا عظیم عکس ہیں، آپ ﷺ سراپا نرمی ہیں۔ حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کا عالمِ انسانیت کے لیے سراپا نرمی و شفقت ہونا اور پوری عالمِ انسانیت کے لیے سراپا احسان ہونا اس قدر عالی درجہ ہے کہ معاذ اللہ استغفراللہ آپ ﷺ کی اہانت کرنے کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ آپ ﷺ کی ذاتِ

مبارکہ اس قابل ہے کہ پوری انسانیت کا سر تعظیم کے ساتھ ان کے قدموں میں جھک جائے۔ آپ ﷺ کی سیرتِ مبارکہ سے آپ ﷺ کا سراپا رحمت ہونا اس قدر واضح ہے کہ یہ فیصلہ کرنا آسان ہوجاتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ کی اہانت پر مشتمل خاکوں کی طرف جانا دانشمندی ہے یا اس الوہی خاکہ کی طرف جانا عقلمندی ہے جس کو اللہ پاک نے آقا ﷺ کی سیرتِ تعالیٰ کے لیے مقرر فرمایا۔

آپ ﷺ ایک طرف انسانوں کے احساسات اور جذبات کا احترام فرماتے تو دوسری طرف آقا ﷺ انسانی رشتوں کا خیال رکھتے اور ہر طبقہ انسانی جس کا کسی بھی سطح پر آپ ﷺ سے تعلق ہوتا، آپ ﷺ اس تعلق کو نبھاتے، حسنِ سلوک کرتے اور حسنِ شفقت سے پیش آتے۔ آقا ﷺ کی سیرت کے اس پہلو کو قرآن مجید نے متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے۔

آپ ﷺ نے انسانیت کو یہ تعلیم دی کہ جب دوسروں کے ساتھ معاملہ برتاؤ، تعلق اور لین دین ہو تو ہمیشہ نیکی کا طرزِ عمل اپنانا۔ اس لیے کہ نیکی کا طرزِ عمل اور بدی کا طرزِ عمل، اچھائی کا طرزِ عمل اور برائی کا طرزِ عمل کبھی دونوں ایک جیسے نہیں ہوسکتے۔ آقا ﷺ نے اس طرزِ عمل کو جو سراپا نیکی، اچھائی، بھلائی، احسان، شفقت اور نرمی پر مشتمل ہے، اس کو بلند قرار دیا اور وہ طرزِ عمل جس میں بدی، برائی اور سختی ہے اس کو گھٹیا قرار دیا، اس کو ترک کرنے کا کہا اور نیکی پر مبنی طرزِ عمل کو زندگی کے ہر زاویہ میں اپنانے کا کہا۔

آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ میں یہ تعلیمات واضح ہیں کہ اگر کوئی تم سے برائی کا معاملہ کرے یا کسی کی طرف سے برائی اور زیادتی صادر ہوجائے تو اس کو بہتر اور اچھے طریقے سے دور کیا کرو۔ یعنی برائی کو برائی کے ساتھ رد نہ کرو بلکہ برائی کو اچھائی کے ذریعے رد کرو۔ یہ دوسرا طرزِ عمل ہے۔ ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ سیرتِ محمدی ﷺ اور قرآنی تعلیم و تربیت کے ان پہلوؤں پر خوب غور کرے۔ ایک طرف بدی کو کسی اعتبار سے نیکی کے برابر نہیں ٹھہرایا گیا اور دوسری طرف اگر کوئی برائی اور زیادتی کا طرزِ عمل تمہارے ساتھ اختیار کرے تو اس کو اچھائی کے ساتھ دور کرو، برائی کو برائی کے ساتھ دور نہ کرو۔

برائی کو اچھائی کے ساتھ دور کرنا اور بدی کا بدلہ نیکی کے ذریعے دینا، یہ خوبی صرف انہی لوگوں کو عطا ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں، جو ضبطِ نفس رکھتے ہیں۔ جو لوگ بے صبری کرتے ہیں اور نفس کا ضبط قائم نہیں رکھ سکتے، وہ اس خوبی سے محروم رہتے ہیں۔

بدی کو نیکی کے ذریعے دور کرنا، برائی کو اچھائی کے ساتھ دور کرنا اور اگر زیادتی ہوجائے تو ضبطِ نفس اور صبر سے کام لینا یہ خوبی اور اللہ کی یہ توفیق صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے نصیب والے ہوتے ہیں۔

نرمی انسان کی طبیعت کو نہایت خوبصورت اور مزین بنادیتی ہے اور درجہ بلند کردیتی ہے اور اگر انسان کی طبیعت میں سختی آجائے تو وہ اچھے سے اچھے عمل کو بھی بدصورت بنادیتی ہے۔ گویا نرمی عمل کو حسین کردیتی ہے اور سختی عمل کے حسن کو زائل کردیتی ہے۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

جس شخص کو نرمی کا جتنا حصہ عطا ہوجائے، اس قدر اسے خیر کا حصہ مل جاتا ہے اور جس شخص کی طبیعت اور مزاج سے جتنی نرمی کم ہوجائے، اس کی زندگی اور شخصیت سے اتنی خیر کم ہوجاتی ہے۔

بدقسمتی سے ہمارا حال یہ ہے کہ ہم رسمی عبادتوں پر زور دیتے ہیں مگر اخلاق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ایک طبقہ تو دین پر عمل کرنے سے گریز کرتا ہے مگر جو طبقہ دین پر عمل کرتا ہے، مذہبی مزاج رکھتا ہے، دین کے اعمال اور طاعات بجا لاتا ہے، وہ بھی بدقسمتی سے لوگوں کے ساتھ برتاؤ میں نرمی نہیں رکھتا۔ ایک طرف ہم عبادات پہ زور دیتے ہیں مگر دوسری طرف انسانی تعلقات و معاملات میں توجہ نہیں دیتے۔ یاد رکھیں! اعمال کی قبولیت اور رد کا انحصار حسنِ اخلاق پر ہے۔

افسوس! ہم حضور ﷺ کی سیرت طیبہ میں پائے جانے والے نرمی و شفقت کے گوشے بھول گئے ہیں۔ ہم نے ان کو دین کا حصہ ہی نہیں سمجھا۔ ہمیں ان کے متعلق بتایا ہی نہیں جاتا۔ آج کے خطباء اس طرف دھیان ہی نہیں دیتے اور ان موضوعات پر فوکس نہیں کرتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید یہ دیگر انسانی رویے ہیں، سیکولر رویے ہیں۔ نہیں، ایسا نہیں ہے کہ بلکہ یہ گوشے سیرت محمدی ﷺ اور دین کی تعلیمات کا محور و مرکز ہیں۔

❁❁❁❁❁

تحریک منہاج القرآن کا 40 واں یوم تاسیس

معروف سیاسی، دینی، مذہبی، سماجی شخصیات کا خراج تحسین

منہاج القرآن ایک نظریاتی تحریک ہے، شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب

سراج الحق، چودھری پرویز الٰہی، چودھری محمد سرور، سید ریاض حسین شاہ، سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

راجہ محمد ناصر عباس، ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر، ایس ایم ظفر و دیگر شخصیات کی مبارکباد

رپورٹ: عبدالحفیظ چودھری

تحریک منہاج القرآن عالمی سطح پر علمی وفکری، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و شعوری، معاشی و سماجی اور معاشرتی و ثقافتی انقلاب بپا کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ تحریک منہاج القرآن کا مصطفوی انقلاب چار حصوں پر مشتمل ہے: اس میں دعوت و تبلیغِ حق، تجدید و احیائے دین، اصلاحِ احوالِ امت، ترویج و اقامتِ اسلام شامل ہے۔ تحریک منہاج القرآن کی ہمہ گیر جدوجہد کا معروف عنوان مصطفوی انقلاب ہے جو ایک ہمہ جہت تبدیلی سے عبارت اور بیک وقت دعوت، اصلاح، تجدید، ترویج اور اقامت کے مراحل پر محیط ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے اپنے 40 سالہ سفر کے دوران پاکستان سمیت دنیا کے ہر براعظم میں اپنی تحریکی، دعوتی، اصلاحی، فلاحی خدمات انجام دی ہیں۔ اس عالمگیر دعوتی، اصلاحی اور فلاحی پروگرام سے لاکھوں افراد بلاواسطہ اور کروڑوں بلواسطہ مستفید ہوئے ہیں اور اصلاحِ احوال اور اصلاحِ معاشرہ کا یہ سلسلہ پوری آب و تاب کے ساتھ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زیر سرپرستی اور فکری رہنمائی میں جاری و ساری ہے۔

تحریک منہاج القرآن اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے نظریاتی اور فکری اثاثوں کے وارث چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری تحریک کی فکر اور جملہ مساعی کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ الحمدللہ تحریک منہاج القرآن ہر شعبے میں نمایاں خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ کامیابی بھی سمیٹ رہی ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے روح رواں اور ریڑھ کی ہڈی اس کے کارکنان ہیں جو تحریک اور قائد تحریک کے سفیر بن کر پاکستان سمیت دنیا بھر میں تحریک کے پیغام کو عام کر رہے ہیں۔

17 اکتوبر 2020ء کو منہاج القرآن نے اپنے 40 سال مکمل کئے اور اس موقع پر مرکزی سیکرٹریٹ میں ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کی۔ اس تقریب میں جملہ مکاتبِ فکر کے جید علماء اور مذاہب کے نمائندوں نے شرکت کی۔

☆ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 40 ویں یوم تاسیس کی تقریب سے فکر انگیز خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآن ایک نظریاتی تحریک ہے۔ بدقسمتی سے آج نظریات کی جگہ مفادات نے لے لی ہے۔ نظریاتی تحریکوں کو ہر دور میں سخت مزاحمت اور سنگین نتائج کا سامنا رہا ہے۔ اسلام کے احیاء کے نام پر قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا گیا تو منہاج القرآن نے اعتدال، توازن اور رواداری کی اسلامی تعلیمات کو عام کیا۔ دہشتگردی کو اسلام سے جوڑنے کی ہر اندرونی و بیرونی سازش کا علم اور دلیل کی بنیاد پر موثر جواب دیا۔ نوجوانوں کو کتاب اور قلم سے محبت کرنا سکھایا۔ خواتین کے حقوق کے حوالے سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں اجاگر کیا۔ دینی امور کے اظہار میں جذبات کی بجائے تحقیق کا راستہ اختیار کیا۔

☆ یوم تاسیس کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امیر جماعت اسلامی سینیٹر سراج الحق نے کہا کہ ہمیں ڈاکٹر صاحب کی علمی کاوشوں پر فخر ہے۔ منہاج القرآن کے 40 ویں یوم تاسیس پر اس کے سرپرست اور جملہ کارکنان کو دل و جان سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے مغرب میں بیٹھ کر مغرب کی زبان میں اسلام کی تعلیمات کو فروغ دیا ہے، یہ ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے امن اور رواداری کا راستہ اختیار کیا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب سے مل کر پاکستان کو حقیقی معنوں میں اسلامی، فلاحی، جمہوری مملکت بنائیں گے۔ میں ڈاکٹر طاہر القادری سے قلبی تعلق رکھتا ہوں ان کی صحت و تندرستی اور ان کے ادارہ منہاج القرآن کی ترقی و استحکام کیلئے دعا گو ہوں۔ اللہ انہیں عمر دراز عطا کرے تاکہ وہ اپنے تصنیف و تالیف کے کام کو مکمل کرسکیں۔

☆ یوم تاسیس کی تقریب سے میاں منظور احمد وٹو نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کو اللہ نے دین و دنیا کے علم اور انتظامی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ منہاج القرآن کا پوری دنیا میں تنظیمی نیٹ ورک قائم ہونا ان کی قائدانہ صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے انتہاپسندی اور فرقہ واریت کے ماحول میں مذہبی رواداری کو پروان چڑھایا ہے اور امن کیلئے اٹھنے والے ہر قدم کے ساتھ قدم ملایا ہے۔

☆ مجلس وحدت المسلمین کے سربراہ علامہ راجہ ناصر عباس نے کہا کہ منہاج القرآن میرا گھر ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے اپنے کارکنوں کی بڑی عظیم الشان تربیت کی ہے۔ جب وقت کے یزیدوں نے ماڈل ٹاؤن کا محاصرہ کیا تھا تو یہاں بچوں، بوڑھوں، جوانوں سب کی استقامت اور حوصلہ دیدنی تھا۔ میری دعا ہے کہ تمام تر ناہمواریوں کے باوجود منہاج القرآن ترقی کا سفر طے کرتا رہے۔ جس تحریک کے شجر طیبہ کی آبیاری خون سے ہوجائے تو پھر اس پر کبھی خزاں طاری نہیں ہوسکتی۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یہ پاکیزہ تحریک دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔

☆ متحدہ جمعیت اہلحدیث کے سربراہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے اپنے خطاب میں کہا کہ منہاج القرآن کے تعلیمی اداروں میں اہل حدیث، اہل سنت دیوبند، اہلسنت بریلوی، اہل تشیع تمام فکر کے طلبہ پڑھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ منہاج القرآن کسی ایک مسلک کا نہیں مسلمانوں کا گھر ہے۔ پاکستان میں کسی بھی ادارے میں چلے جائیں منہاج القرآن کے تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل لوگ ملتے ہیں۔ حکومت اور اس کے ادارے آج بین المذاہب رواداری اور بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کیلئے سوچ رہے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری 40 سال قبل اس فکر کو لے کر اٹھے تھے۔

☆ سینئر صحافی، دانشور، تجزیہ کار مجیب الرحمٰن شامی نے اپنے خطاب میں ڈاکٹر طاہر القادری کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ منہاج القرآن نے مسلک سے بالاتر ہو کر اسلام اور انسانیت کی خدمت کی ہے۔ منہاج القرآن کی دین اسلام کیلئے خدمات ہر اعتبار سے مثالی ہیں۔ ان خدمات کا اعتراف لوگ آج بھی کرتے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ منہاج القرآن کی علمی اور فلاحی خدمت سے ہر عمر کے افراد مستفید ہو رہے ہیں۔ نوجوانوں کی تربیت اور تعلیمی ادارے ڈاکٹر طاہر القادری کے ادارے منہاج القرآن کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جس سے آئندہ نسلیں بھی مستفید ہوتی رہیں گی۔ مستقبل میں جو کامیابیاں اس ادارے کیلئے لکھی گئی ہیں، وہ ایک کے بعد ایک ظاہر ہوتی رہیں گی۔

☆ ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نے اپنے خطاب میں کہا کہ منہاج القرآن نے اپنے قیام کے چند سالوں میں لندن میں بین المذاہب رواداری کے موضوع پر ایک عظیم الشان کانفرنس کروائی جس میں دنیا بھر سے علماء مشائخ شریک ہوئے اور سب حیران ہو گئے تھے کہ ایک نوزائیدہ تحریک نے اتنا بڑا کارنامہ سرانجام دے دیا۔ منہاج القرآن نے اپنی ابتداعلم اور رواداری سے کی اور یہ علمی سفر جاری و ساری ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ سفر اسی طرح جاری رہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے اسلاف کے علمی کلچر کا احیاء کیا ہے۔

☆ بیرسٹر عامر حسن نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بہت کم لوگ ہیں جو خواب دیکھتے ہیں اور پھر اس کی تعبیر کیلئے جدوجہد کرتے ہیں اور انتہائی قلیل لوگ اپنی جدوجہد کے بل بوتے پر اپنے خوابوں میں تعبیر کے رنگ بھرنے میں کامیاب ہوتے

ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری ان معدودے چند لوگوں میں سے ایک ہیں جو سوسائٹی میں خیر بانٹتے ہیں اور اس بٹتی ہوئی خیر کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

☆ پیر آف کوٹ مٹھن شریف خواجہ معین الدین محبوب کوریجہ نے یوم تاسیس کی مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کی دینی فکر میں جامعیت ہے۔ انہوں نے اسلام کو انتہا پسندی سے جوڑنے کی ہر سازش ناکام بنائی۔ اس کے ساتھ ساتھ حقیقی تصوف کا بھی احیاء کیا ہے۔ فی زمانہ ڈاکٹر طاہر القادری ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جو علماو مشائخ کو جمع کر کے پھر سے علم، امن، محبت کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے ہمیشہ امن، بھائی چارے، برداشت کی بات کی اور یہی طریق صوفیاء کا تھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری جیسی ہستیاں صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں اور صدیاں ان پر ریسرچ کرتی ہیں۔

☆ صاحبزادہ علامہ حسین رضا قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآن پر اللہ کا خاص کرم ہے۔ یہاں خلوص ہے، یہاں ہر کام اللہ کی رضا کیلئے ہوتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا قلم عشق مصطفیٰ ﷺ، صحابہ کرام سے وفا اور اہل بیت کی گداگری کی روشنائی میں ڈوبا ہوا ہے۔

☆ رکن صوبائی اسمبلی زہرا نقوی نے کہا کہ 40 سال شعور کی بلوغت کا عرصہ ہے۔ منہاج القرآن کے کریڈٹ پر بے مثال کارنامے ہیں بالخصوص خواتین میں علم و شعور اور آگہی کیلئے منہاج القرآن نے بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ ایمان پر رہتے ہوئے جو صالح اعمال اختیار کرے گا، اسے ایک پاکیزہ زندگی عطا کی جائے گی۔ منہاج القرآن نے انسانی زندگی میں پاکیزگی لانے کا جو بیڑا اٹھایا، وہ اس میں کامیاب رہی ہے۔ میں تحریک منہاج القرآن کا 40 سالہ سفر مکمل ہونے پر ڈاکٹر طاہر القادری کو مبارکباد دیتی ہوں۔

☆ معروف ادیبہ، شاعرہ، کالم نویس صوفیہ بیدار بخت بٹ نے کہا کہ میں تین دہائیوں سے منہاج القرآن آ رہی ہوں، ڈاکٹر طاہر القادری ایک منظم اور اعلیٰ منتظم شخصیت ہیں۔ انہوں نے ہمیشہ قوم کی تربیت کی ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری نے ہی ہمیں آج بتایا کہ آج نظریہ کی جگہ مفادات نے لے لی اور جس قوم کا کوئی نظریہ نہیں ہوتا اس کی کوئی سمت نہیں ہوتی۔ یہ بات آج کے سیاستدانوں، دانشوروں اور اہل قلم کو کرنی چاہیے تھی لیکن اس تاریخی فکری بحران کی طرف بھی توجہ ڈاکٹر طاہر القادری ہی مبذول کروا رہے ہیں۔ ایسی شخصیات کا وجود اللہ کی نعمت ہوا کرتا ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری اور ان کے ادارے ایک پڑھی لکھی نوجوان نسل پروان چڑھا رہے ہیں۔

☆ تحریک منہاج القرآن کے 40 ویں یوم تاسیس کے حوالے سے نامور سیاسی، سماجی، صحافتی مذہبی، حکومتی شخصیات نے مبارکباد دی اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سرپرستی اور فکری رہنمائی میں ہر قسم کی تفرقہ بازی سے بالاتر ہو کر اسلام اور انسانیت کی خدمت کا فریضہ انجام دیا ہے اور منہاج القرآن اپنی عالمگیر قرآنی، روحانی فکر کی وجہ سے پوری دنیا میں اپنا دعوتی کردار ادا کر رہی ہے اور دنیا کے ہر براعظم میں منہاج القرآن کے مراکز موجود ہیں جہاں سے لاکھوں افراد فیض یاب ہو رہے ہیں۔

☆ 40 ویں یوم تاسیس پر خصوصی پیغامات ارسال کرنے والوں میں محترم چودھری محمد سرور (گورنر پنجاب)، محترم چودھری پرویز الٰہی (سپیکر پنجاب اسمبلی)، محترم سید یوسف رضا گیلانی (سابق وزیراعظم پاکستان)، محترم سردار عتیق احمد خان (سابق وزیراعظم آزاد کشمیر)، محترم مولانا طارق جمیل (مذہبی سکالر)، محترمہ بیگم سیدہ عابدہ حسین (سابق وفاقی وزیر، سابق سفیر)، محترم ڈاکٹر فاروق ستار (سینئر سیاستدان)، محترم میاں منظور احمد وٹو (سابق وزیراعلیٰ پنجاب)، محترم سردار محمد لطیف کھوسہ (سابق گورنر پنجاب)، محترم میاں محمد اظہر (سابق گورنر پنجاب)، محترم علامہ ڈاکٹر راغب نعیمی (ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ)، محترم علامہ محمد امین شہیدی (چیئرمین اتحاد امت)، محترم مجیب الرحمٰن شامی (سینئر صحافی، تجزیہ کار، دانشور)، محترم اوریا مقبول جان (دانشور، تجزیہ کار، کالم نویس، استاد)، محترم مظہر برلاس (سینئر صحافی، تجزیہ کار، کالم نویس)، محترم سہیل وڑائچ (سینئر صحافی، تجزیہ یار، اینکر پرسن)، محترم عارف حمید بھٹی (سینئر

صحافی، اینکر پرسن)، محترم مبشر لقمان (سینئر صحافی، اینکر پرسن)، محترم اسداللہ خان (اینکر پرسن)، محترم رضا ہارون (سینئر سیاستدان)، محترم محسن لغاری (صوبائی وزیر آبپاشی)، محترم صابر شاکر (سینئر صحافی، اینکر پرسن)، محترم سید ارشاد احمد عارف (سینئر صحافی، تجزیہ کار، کالم)، محترم ابرار الحق (چیئرمین حلال احمر)، سید صمصام علی بخاری (صوبائی وزیر وائلڈ لائف)، محمد افضل خان (جان ریمبو سینئر اداکار)، محترم حسن صابر (سیکرٹری جنرل پی ایس پی)، محترم عبداللہ حمید گل (چیئرمین تحریک نوجوانان پاکستان)، محترم یاسر ہمایوں سرفراز (صوبائی وزیر ہائر ایجوکیشن)، محترم شہباز سینئر (سابق کپتان قومی ہاکی ٹیم)، محترم ایس ایم ظفر (سینئر قانون دان)، محترم خواجہ غلام قطب الدین فریدی (سجادہ نشین گڑھی شریف)، محترم خلیل الرحمٰن قمر (مصنف، ہدایتکار، ڈرامہ نگار)، محترم حسن نثار (سینئر صحافی، تجزیہ کار، دانشور)، محترم عثمان پیرزادہ (سینئر اداکار، ہدایتکار)، محترم صلاح الدین صلو (سابق چیف سلیکٹر پی سی بی)، محترم احمد شاہ (صدر کراچی آرٹس کونسل)، محترم صاحبزادہ کاشف محمود (بیٹا واصف علی واصفؒ)، پروفیسر ڈاکٹر چارلس رمزے (یونیورسٹی آف ٹیکساس USA)، ربی ہرشل گلوک (جیوز سکالر، لندن)، سردار مکرم مجہل (چیئرمین ورلڈ کونسل سکھ افیئرز) شامل ہیں۔

☆ یوم تاسیس کی تقریب میں منہاج القرآن کی مذہبی، سماجی، فلاحی، تعلیمی، تربیتی خدمات پر مشتمل ڈاکومنٹری شرکائے تقریب کو دکھائی گئی۔ چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے مہمانوں کو مرکزی سیکرٹریٹ میں خوش آمدید کہا۔ نائب ناظم اعلیٰ کوآرڈینیشن انجینئر محمد رفیق نجم نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض علامہ میر آصف اکبر، وقاص خالد، علامہ غلام مرتضی علوی اور سدرہ کرامت نے ادا کیے۔ انوار المصطفیٰ ہمدمی نے نظم پیش کی، بین الاقوامی شہرت یافتہ قاری نور محمد چشتی نے تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کی اور نعت رسول مقبول ﷺ محمد افضل نوشاہی اور حمزہ نوشاہی نے پیش کی۔

❁❁❁❁❁

کارکنان و تنظیمات متوجہ ہوں!

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ کے لئے کوشاں

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن

فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اور تحریک منہاج القرآن کے مصطفوی پیغام کو اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات دوست احباب اور علاقے کی موثر شخصیات تک پہنچانے کے لئے

سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں

365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

موضوعاتی اشاریہ ماہنامہ منہاج القرآن سال 2020ء

ا۔ عظمت و مقامِ مصطفیٰ ﷺ اور سیرت النبی ﷺ

القرآن: معراج النبی ﷺ: نئے پہلو اور نئے دلائل	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	مارچ 2020ء
القرآن: قرآن اور ادب و تعظیمِ نبوی ﷺ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اکتوبر 2020ء
خلقِ مصطفیٰ ﷺ کا حسین تذکرہ	ڈاکٹر حسن محی الدین قادری	اکتوبر 2020ء
بین المذاہب ہم آہنگی اور سیرتِ نبوی ﷺ	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	اکتوبر 2020ء
القرآن: حقیقتِ محبت اور محبتِ رسول ﷺ کا معنی	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	نومبر 2020ء
ذاتِ مصطفیٰ ﷺ مظہرِ شان خدا	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	نومبر 2020ء
انسانی جذبات اور احساسات کا احترام (سیرت النبی ؐ کی روشنی میں)	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	دسمبر 2020ء

۲۔ اصلاحِ احوال/ روحانیات

القرآن: قرآن مجید کی روشنی میں تصورِ ولایت وکرامت کی وضاحت	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جنوری 2020ء
خدمتِ خلق کا وسیع مفہوم	ڈاکٹر علی اکبر الازہری	جنوری 2020ء
سخاوتِ قلب کا حصول کیونکر ممکن ہے؟	شیخ حماد مصطفیٰ المدنی	مارچ 2020ء
القرآن: توبہ ظاہر و باطن میں تبدیلی کا نام ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اپریل 2020ء
القرآن: تقویٰ کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جون 2020ء
حلقات التربیۃ: اصلاحِ احوال اور آدابِ زندگی	محمد فاروق رانا	جون 2020ء
ایامِ خلوت اور ہماری زندگی: شیخ الاسلام کے خطابات	محمد فاروق رانا	جون 2020ء
اے انسان تو اب بھی اپنے رب کو کارساز مان لے	ڈاکٹر علی اکبر الازہری	جون 2020ء
القرآن: تقویٰ کے معانی و مفاہیم	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جولائی 2020ء
القرآن: نیکیوں اور گناہوں کے حوالے سے لوگوں کے احوال	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اگست 2020ء
القرآن: حفاظتِ دین کیونکر ممکن ہے؟	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	ستمبر 2020ء
تسخیرِ کائنات کے ضابطے	شفاقت علی شیخ	نومبر 2020ء
اصلاحِ مریدین: سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی تعلیمات کی روشنی میں	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	نومبر 2020ء
تعلیماتِ غوثیہ میں صبر اور رضا بالقضا کا تصور	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی	نومبر 2020ء
اولیاء اللہ، ولی اور ولایت	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	دسمبر 2020ء

۳۔ علوم الحدیث

مصطلحات الحدیث	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جنوری 2020ء
اقسامِ حدیث	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	مارچ 2020ء
اقسامِ حدیث	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اپریل 2020ء
حدیث صحیح	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جون 2020ء
حدیثِ صحیح کے مراتب پر ایک نیا زاویہ نظر	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	جولائی 2020ء

حدیث صحیح کے مراتب پر ائمہ کرام کی تصریحات | شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری | اگست 2020ء
کیا صحیحین میں تمام صحیح احادیث بیان کردی گئی ہیں؟ | شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری | ستمبر 2020ء
حدیثِ ضعیف کی حجیت | شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری | اکتوبر 2020ء
حدیث میں سند کی اہمیت | شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری | نومبر 2020ء
حدیث ضعیف سے استدلال | شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری | دسمبر 2020ء

۴۔ خلفاء راشدین/ صحابہ کرام/ شہادت امام حسین علیہ السلام

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ علم وعرفاں اور شجاعت کے پیکر | ڈاکٹر محمد زہیر احمد صدیقی | اگست 2020ء
محبوب اشیاء کی قربانی معرفت وقربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری | اگست 2020ء
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اخلاقی عظمت | ڈاکٹر حافظ محمد سعداللہ | اگست 2020ء

۵۔ فقہی سوالات

اسلام میں صلہ رحمی کی اہمیت | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | جنوری 2020ء
i۔ وجوہاتِ طلاق ii۔صدقہ یا خیرات کی قبولیت کا علم کیسے ہوگا؟ | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | مارچ 2020ء
iii۔والدین یا بہن بھائی کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا vi۔دوسرے مسلک والے کو برا کہنا اور گالیاں دینا کیسا ہے؟
i۔تقسیم وراثت ii۔ بغرضِ اصلاح بچوں کی تادیب | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | اپریل 2020ء
بلائیں، وبائیں اور دعائیں | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | جون 2020ء
i۔فضیلت ماہ ذی الحج ii۔فلسفہ قربانی | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | جولائی 2020ء
iii۔کیا جانور ذبح کرنے کی بجائے اس کی مالیت کی رقم صدقہ کی جاسکتی ہے؟
i۔ دفعِ وبائی امراض کے لیے اذان دینا | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | اگست 2020ء
ii۔ہنسی مذاق اور شرارت میں دی گئی تکلیف کا کیا حکم ہے؟ iii۔کیا اعضائے وضو کو کپڑے سے خشک کرنا مکروہ ہے؟
i۔عقائد و اعمال میں بگاڑ کیسے پیدا ہوتا ہے؟ | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | ستمبر 2020ء
ii۔کمیشن کی شرط کے ساتھ مخصوص کمپنی کی دوا تجویز کرنا کیسا ہے؟
مسئلہ تملیک اور مصارفِ زکوٰۃ | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | اکتوبر 2020ء
i۔فقہی تقلید کا حکم ii۔قرآن پر قسم کھانا | مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی | نومبر 2020ء

۶۔ معاشرت

اداریہ: معاشرتی بگاڑ، متشدد رویے اور تربیت کی ضرورت واہمیت | چیف ایڈیٹر | جنوری 2020ء
اداریہ: کورونا وائرس: ناجائز منافع خوری، تقدیر اور تدبیر | چیف ایڈیٹر | اپریل 2020ء
کورونا وائرس: احتیاطی تدابیر ہرصورت اختیار کریں | شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری | اپریل 2020ء
اداریہ: کورونا وائرس کی وباء اور شیخ الاسلام کے آن لائن لیکچرز | چیف ایڈیٹر | جولائی 2020ء
ڈاکٹرز اور پروفیسرز کے اجلاس سے شیخ الاسلام کا آن لائن خصوصی خطاب | جولائی 2020ء
قرآن وسنت کے تناظر میں سوشل میڈیا ایکٹیوسٹ کیلئے ضابطہ اخلاق | ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | جولائی 2020ء
اداریہ: امن، انصاف اور خوشحالی | چیف ایڈیٹر | ستمبر 2020ء
آزادیٔ اظہارِ رائے کی حدود و قیود | محمد فاروق رانا | دسمبر 2020ء

۷۔ شخصیات

ڈاکٹر حسن محی الدین اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی علمی و تحقیقی خدمات کا اجمالی جائزہ	محمد فاروق رانا	فروری 2020ء
حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ	خصوصی مضمون	جون 2020ء
قدوۃ الاولیاء حضور پیر سیدنا طاہر علاؤ الدین القادریؒ	خصوصی تحریر	جولائی 2020ء
شہزادۂ غوث الوریٰ السید یوسف بن محمود حسام الدین القادری الگیلانیؒ کا انتقالِ پُرملال		نومبر 2020ء

۸۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری (شخصیت و خدمات)

اداریہ: شیخ الاسلام: استحصالی قوتوں کے خلاف جرأت مند آواز	چیف ایڈیٹر	فروری 2020ء
شیخ الاسلام کی ہمہ جہتی خدمات کے اثرات	علامہ غلام مرتضیٰ علوی	فروری 2020ء
احیائے تصوف اور شیخ الاسلام کی علمی مساعی	عین الحق بغدادی	فروری 2020ء
اکیسویں صدی کے عظیم مفسّر	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	فروری 2020ء
دورہا باید کہ تا یک مردِ حق پیدا شود	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	فروری 2020ء
شیخ الاسلام نے مشن کی تڑپ اولاد میں بھی منتقل کی	نوراللہ صدیقی	فروری 2020ء
شیخ الاسلام کے شب و روز	شیخ حماد مصطفیٰ کی خصوصی گفتگو	فروری 2020ء
شیخ الاسلام کی خدمات کا طائرانہ جائزہ	انوار اختر ایڈووکیٹ	فروری 2020ء
شیخ الاسلام کو خراج تحسین (سیاسی قائدین کے پیغامات)	رپورٹ: عبدالحفیظ چودھری	فروری 2020ء
بیتے لمحے بچپن کے	سید الطاف حسین گیلانی	فروری 2020ء
قائد کے اوقاتِ کار	شیخ عبدالعزیز دباغ	فروری 2020ء
میرا قائد میری نظر میں	پیغامات مرکزی قائدین	فروری 2020ء
اولین رفقائے تحریک سے خصوصی گفتگو	انٹرویوز: نوراللہ صدیقی	فروری 2020ء
شیخ الاسلام کے مستقبل قریب کے شذراتِ علمی کا تعارف	اجمل علی مجددی	فروری 2020ء
''ڈاکٹر طاہرالقادری کی علمی فتوحات''	حافظ شفیق الرحمٰن	اپریل 2020ء
پُرجی زبان میں شیخ الاسلام کی خدمات پر خوبصورت تحریر	رعنا یاسمین خان	جون 2020ء
خدمتِ علمِ حدیث اور شیخ الاسلام	شیخ نورالحسن حفیظی	جون 2020ء
المنہاج السوی من الحدیث النبوی کی نصابی اہمیت	پروفیسر محمد الیاس اعظمی	ستمبر 2020ء
شیخ الاسلام کی قیامِ امن کیلئے عالمگیر مساعی کا جائزہ	خصوصی رپورٹ	ستمبر 2020ء
شیخ الاسلام کے اوصاف و کمالات	شفقت اللہ قادری	ستمبر 2020ء
اتحادِ امت اور شیخ الاسلام کی گراں قدر خدمات	احمد وحید	اکتوبر 2020ء

۹۔ تحریک منہاج لقرآن/PAT

مرکزی شعبہ جات: ایک تعارف	رپورٹ	فروری 2020ء
اداریہ: علم، امن، تحقیق اور شعور و آگہی کے 40 سال	چیف ایڈیٹر	اکتوبر 2020ء
اسلام کے تصورِ اعتدال پر مبنی فکر کا نام تحریک منہاج القرآن ہے	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	اکتوبر 2020ء
علم، امن، تحقیق، تجدید اور شعور آگاہی کے 40 سال	خصوصی تحریر	اکتوبر 2020ء

اداریہ: اتحادِ امت کی پاسبان، تحریک منہاج القرآن	چیف ایڈیٹر	نومبر 2020ء

۱۰۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن

اداریہ: سانحہ ماڈل ٹاؤن: تازہ ترین صورتِ حال	چیف ایڈیٹر	مارچ 2020ء
اداریہ: سانحہ ماڈل ٹاؤن: چھٹی برسی......ظلم اور صبر کی دو انتہائیں	چیف ایڈیٹر	جون 2020ء
سانحہ ماڈل ٹاؤن کے 6 سال	نعیم الدین چودھری ایڈووکیٹ	جون 2020ء
’’اسیران انقلاب میرے کارکنان نہیں شہزادگان ہیں‘‘	خصوصی رپورٹ	اگست 2020ء
اسیرانِ انقلاب تصویرِ اسلاف: ایک تاریخ، ایک حقیقت	احمد وحید قادری	اگست 2020ء

۱۱۔ تحریکی سرگرمیاں (اندرون و بیرون ملک)

منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ میں میلاد ڈنر کی تقریب	رپورٹ: عبدالحفیظ چودھری	جنوری 2020ء
منہاج یونیورسٹی میں انسدادِ منشیات کانفرنس کا انعقاد	رپورٹ: نوراللہ صدیقی	جنوری 2020ء
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ ہالینڈ و فرانس	رپورٹ	جنوری 2020ء
یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام کتاب دوستی سیمینار کا انعقاد	رپورٹ: مظہر محمود علوی	جنوری 2020ء
MSM کے زیرِ اہتمام قومی طلبہ کنونشن	رپورٹ: احسان اللہ سنبل	جنوری 2020ء
MQI ڈنمارک: الشہادۃ الثانویہ کی تکمیل پر کانووکیشن	رپورٹ: سجادہ احمد ساہی	جنوری 2020ء
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ	رپورٹ: نوراللہ صدیقی	مارچ 2020ء
منہاج یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام اسلامی فنانس کانفرنس	رپورٹ: سید ابوذر نقوی	مارچ 2020ء
قائد ڈے تقریبات 2020ء	رپورٹ	اپریل 2020ء
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ جنوبی پنجاب	رپورٹ: راؤ محمد عارف رضوی	اپریل 2020ء
MSM: ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا خطاب	محمد احسان اللہ سنبل	جون 2020ء
اسلامک فنانس ورچوئل فورم: ڈاکٹر حسین محی الدین کا خطاب	رمیض حسین	جون 2020ء
MWF کے زیرِ اہتمام کورونا ریلیف سرگرمیاں	رپورٹ	جون 2020ء
شہادت امام حسینؑ اور اتحاد امت کانفرنس	رپورٹ: محبوب حسین	ستمبر 2020ء
37 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس (2020ء)	رپورٹ: محبوب حسین	دسمبر 2020ء
40ویں یوم تاسیس کی مرکزی تقریب	رپورٹ: نوراللہ صدیقی	دسمبر 2020ء

۱۲۔ پاکستانیات

قائداعظم کیسا پاکستان چاہتے تھے؟	نوراللہ صدیقی	مارچ 2020ء
پانی کے ذخائر کی حفاظت: وقت کا تقاضا	خصوصی رپورٹ	مارچ 2020ء
اداریہ: قائداعظمؒ اور علامہ محمد اقبالؒ کا تصورِ پاکستان	چیف ایڈیٹر	اگست 2020ء

۱۳۔ متفرق

فضائلِ شبِ برأت احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں	حافظ ظہیر احمد الاسنادی	اپریل 2020ء
پاکستان کا فرسودہ نظامِ تعلیم	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	ستمبر 2020ء
خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم 2020ء		اکتوبر 2020ء

تحریک منہاج القرآن کے 40ویں یومِ تاسیس کے موقع پر ایک خوبصورت اور باوقار تقریب

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN LAHORE
DEC-2020
Regd CPL No.41

عالمی میلاد کانفرنس 2020ء کے موقع پر کی نئی آنے والی کتب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی، فقہی و قانونی
انقلابی و فکری اور عصری موضوعات پر 600 سے زائد کتب